اہلسنت و جماعت

حقیقت کے آئینے میں

خادم اہلسنت والجماعت محمد ابراہیم

مکتبہ جمال کرم لاہور

اہلسنّت و جماعت

حقیقت کے آئینے میں

خادم اہلسنّت والجماعت محمد ابراہیم

مکتبہ جمال کرم لاہور

اہلسنّت وجماعت
حقیقت کے آئینے میں

خادم اہلسنّت والجماعت محمّد ابراہیم

مکتبہ جمالِ کرم

9، مرکز الاویس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور فون: 7324948

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	_	اہلسنت و جماعت حقیقت کے آئینے میں
مصنف	_	مولانا محمد ابراہیم صاحب
اشاعت اول	_	فروری 2001ء
تعداد	_	گیارہ سو
زیر اہتمام	_	ایم احسان الحق صدیقی
نگران طباعت	_	ملک خالد رمضان اعوان
ناشر	_	مکتبہ جمال کرم لاہور
قیمت	_	

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلیکیشنز	گنج بخش روڈ لاہور۔
ضیاء القرآن پبلیکیشنز	14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی
مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ	بھیرہ ضلع سرگودھا
مکتبہ قادریہ	چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ
فرید بکسٹال	اردو بازار لاہور۔

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول

فخر المحدثین، شیخ المفسرین، سلطان المدرسین

استاذی واستاذ العلماء

حضرت علامہ سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ

حاصلانوالہ شریف (پھالیہ)

اور

سندالاتقیاء، صفوۃ الاولیاء، بحر فیض علم وحکمت والدی

حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ

مہلو شریف (گجرات)

کے نام منسوب کرتے ہوئے سعادت سمجھتا ہوں

محمد ابراھیم

تقریظ

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

عقل، حق و باطل، نور و ظلمت اور خیر و شر میں تمیز کرنے کا ذریعہ ہے مگر جب اس پر حسد و بغض اور تعصب وعناد کے پردے پڑے ہوئے ہوں تو کچھ سجھائی نہیں دیتا انسان حقیقت سے آنکھیں موند لیتا ہے اور شنوا و بینا ہونے کے باوجود اندھا اور بہرہ بن جاتا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے۔

لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل اولئک هم الخاسرون.

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں مدینہ شریف میں کچھ لوگوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں دخول کیا اور چراغ مصطفوی کو بجھانے کی کوشش کی۔

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم.

مگر اللہ تعالیٰ کا دین روز بروز پھیلتا چلا گیا۔

واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون.

وقتاً فوقتاً اسلام کے خلاف سازشیں بھی ہوتی رہیں مگر انجام کار شکست باطل کو ہی ہوئی۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں مغرب نے انگڑائی لی۔ عیسائیت نے پر تولے اور اسلام کے خلاف زور و شور سے اپنی تحریکوں کا آغاز کیا۔ صلیبی جنگوں کے نتائج ان کے سامنے تھے مسلمانوں کے فن حرب سے وہ آشنا تھے اور خوفزدہ بھی۔ انہوں نے سوچا کہ میدان جنگ میں اس قوم کا مقابلہ

ممکن نہیں لہذا لائحہ عمل تبدیل کیا گیا اور پینترا بدل کر وہ مسلمانوں کی صفوں میں نفوذ کر گئے۔ ابن الوقت لوگوں کی انہیں تلاش تھی جو ان کے مذموم مقاصد کو پروان چڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوسکیں اس طرح کے مفاد پرست لوگ ہر زمانے اور قوم میں موجود رہے ہیں مگر جس قدر نقصان امت مسلمہ نے غداروں اور منافقوں سے اٹھایا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ بہر حال انگریزوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شکل میں ایک ایسا شخص نظر آیا جو ''ہم چو ما دیگرے نیست'' کے دام میں گرفتار تھا۔ زبان و کلام میں شدت، گستاخی کی حدود کو پہنچی ہوئی تھی۔ صحابہ کرامؓ پر بلا روک ٹوک تنقید اور شان رسالت کی تنقیص، اس کا شیوہ تھا شاہ سعود کی آشیرباد حاصل ہونے کی وجہ سے اس کے نظریات حجاز مقدس میں عام ہوئے علماء و صلحائے امت کو قتل کیا گیا توحید کی آڑ میں عصمت انبیاء تار تار کی گئی بالخصوص نبی کریم سرکار مدینہ ﷺ کی ذات اقدس پر رکیک حملے کئے گئے اور شرک و بدعت کے فتاوی کی ایسی بوچھاڑ کی گئی جس سے سینکڑوں اسلامی روایات چشم زدن میں غیر اسلامی رسمیں ٹھہریں۔

نبی معظم ﷺ کہ جن کی محبت اصل ایمان ہے ان کی بارگاہ اقدس میں گستاخی کون برداشت کرسکتا ہے نتیجۃً ان ایمان سوز حرکات کے بدلے میں اہل ایمان کے خون کھول اٹھے اور اسلامی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ علمائے وقت نے اس کا علمی محاسبہ کیا اور تردید میں حسب طاقت زبان و قلم کا استعمال فرمایا۔

محمد اسماعیل دھلوی نے نجدی تحریک کے اثرات کو مکمل قبول کرتے ہوئے ہندوستان میں سب سے پہلے اس کا پرچار کیا اور عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''التوحید'' کا آزاد اُردو ترجمہ کیا جس میں بارہ سو سال سے امت مسلمہ اور اکابر اسلام کے نظریات و اعمال کو شرک و بدعت سے تعبیر

کیا گیا اور کھلے لفظوں دل آزاری کی گئی یوں نجدی عقائد کو قبول کر کے ابن عبدالوہاب کی فکر کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور دوسرے علمائے امت نے ان تحریروں پر گرفت فرمائی اور اپنی روش درست کرنے کا مشورہ دیا مگر یہ لوگ راہ ضلالت میں بڑھتے چلے گئے تحریروں اور تقریروں سے تنقیص رسالت کا اظہار کھلے بندوں ہونے لگا اور بجائے رجوع کرنے کے وہ اپنے خود ساختہ نظریات پر ڈٹ گئے خود کو درست کرنے کی بجائے وہ اعلیٰ حضرتؒ اور ان کے معتقدین کو ''بریلوی فرقہ'' کہہ کر بدعتیوں میں شمار کرنا شروع کر دیا جو سراسر ان کی غلطی فہمی اور کج روی کے باعث ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود بدعتی اور گستاخ ہیں جبکہ اعلیٰ حضرتؒ کی تحریریں واضح طور پر اہل سنت کے عقائد کی ترجمان ہیں۔

زیر نظر کتاب ''اہل سنت و جماعت حقیقت کے آئینے میں'' کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اہل حق کون ہیں اور اہل سنت و جماعت کا لفظ کس جماعت پر صحیح قرار پاتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امت مسلمہ کے اتحاد کو انتشار و افراق میں تبدیل کرنے والے کون حضرات ہیں میں عزیزم مولانا محمد ابراہیم صاحب کو اسی علمی کاوش پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

آمین بجاہ طہ و یس

(مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی)

ناظم اعلیٰ: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مقدمہ

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور

مسلک اہل سنت کیا ہے؟ دین اسلام کے عقائد کا مجموعہ ہے تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں مختلف گمراہ فرقے پیدا ہوگئے جنہوں نے صحابہ کرام اور جمہور امت سے الگ نظریات اختیار کئے ان سے امتیاز کے لئے اہل سنت و جماعت کا حسین خصوصی عنوان منتخب کیا گیا جس کا معنی ہے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلنے والے آج کے دور میں کئی فرقے ایسے ہیں جو اہل سنت کہلاتے ہیں حالانکہ وہ مسلک اہل سنت پر گامزن نہیں ہیں۔

فاضل علامہ مولانا محمد ابراہیم زید مجدہٗ نے ''اہل سنت و جماعت حقیقت کے آئینے میں'' لکھ کر اہل سنت و جماعت کی واضح نشانیاں بیان کر دی ہیں جنہیں سامنے رکھ کر بڑی آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے بڑی محنت اور کاوش سے یہ بابرکت رسالہ مرتب کیا ہے اور جگہ جگہ مستند کتب کے حوالے دیئے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھیں اور گمراہی کے موجودہ دور میں مسلم امہ کی صحیح راہنمائی فرماتے رہیں۔

۲۰ ذیقعد ۱۴۲۱ھ
۱۵ فروری ۲۰۰۱ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

تعلیق

حضرت علامہ مولانا محمد ظفر اقبال کلیار (فاضل بھیرہ شریف)

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی خیر خلق اللہ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم اھل التقوی امابعد

اتحاد بین المسلمین کی اہمیت وضرورت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا اس موضوع پر ہمیشہ سے لکھا جاتا رہا ہے سیمینار منعقد ہوئے ہیں شعر کہے گئے ہیں مگر عملاً ہمیشہ اس کے خلاف ہوا یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ جس نے پوری دنیا کی امامت وسیادت کا فریضہ سرانجام دینا تھا آج کئی فرقوں میں بٹی ہوئی ہے باہمی تکفیر کا ایک سلسلہ ہے جو ختم ہونے میں نہیں آرہا لوگ ہنستے ہیں پھبتیاں کستے ہیں کن انکھیوں سے اشارے کرتے ہیں اسلام کو جو اتحاد کا داعی تھا اور پوری انسانیت کی یک جہتی کے لئے آیا تھا۔ (Fundamentalism) ملائیت، سوفسطائیت اور نجانے کن کن ناموں سے موسوم کیا جارہا ہے ہماری عبادت گاہیں قتل گاہوں کا منظر پیش کررہی ہیں معصوموں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے ایک دوسرے کے مال کو مال غنیمت یقین کیا جارہا ہے اور اس پر فتوے جاری ہورہے ہیں در و دیوار دشنام طرازیوں سے بھرے پڑے ہیں کہیں سنی کافر کا نعرہ درج ہے اور کہیں یہ سبق ازبر کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ شیعہ دنیا کا بدترین کافر ہے افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ سب کچھ ان لوگوں کے ہاتھوں سے ہورہا ہے جو اپنے آپ کو دین کا داعی اور صحابہؓ و اہل بیت کا محبّ وعقیدت مند گردانتے ہیں۔

اس باہمی آویزش کی وجہ سے اہل علم کا وقار مجروح ہوا ہے مذہب سے نفرت کا رجحان بڑھا ہے۔ علمی اقدار کو نقصان پہنچا ہے۔ ناامیدی اور بے یقینی کی فضا قائم ہوئی ہے مسلم امہ ہر میدان میں اپنے ہی ہاتھوں شکست وریخت اور ادبار وانحطاط کا شکار ہورہی ہے اور اب تو صورت

حال یہ ہے کہ مسجدوں کے باہر مسلح پہرہ ہے۔اور اگر یہ پہرہ نہ ہو تو ایک پل میں مسجدیں خون سے سرخ ہو جاتی ہیں۔

اگر یہ سب کچھ دین سے بے بہرہ لوگ کرتے تو شاید اتنا افسوس نہ ہوتا مگر ایک گروہ خانوادہ رسول ﷺ کا نام لیتا ہے اور دوسرا صحابہ کرامؓ کی عزت و ناموس کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے ایک حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا آئیڈیل خیال کرتا ہے اور دوسرا شیخین کریمین کی محبت کا دعویدار ہے ان بد بختوں نے اپنی اس جنگ میں ان مقدس ہستیوں کو بھی شریک کر لیا ہے جن کی تعریف قرآن نے ''رحماء بینھم'' کے الفاظ سے کی ہے اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان میں سے ایک گروہ کو میڈیا اہل سنت و جماعت کا نام دیتا ہے اور اس آویزش کو سنی شیعہ فساد گردانتا ہے مگر جو لوگ عبادت گاہوں کا احترام ملحوظ نہیں رکھتے حسین رضی اللہ عنہ کو باغی سمجھتے ہیں یزید، قاتل آل رسول اللہ ﷺ کو خلیفۃ اللہ لکھتے ہیں تحقیق کے نام پر صحابہ کرامؓ، خانوادہ رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کو الزام دیتے ہیں اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں وہ اہل سنت کیونکر ہو سکتے ہیں اہلسنت تو وہ ہیں جن کے ناجی ہونے کی بشارت سرور کائنات ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے دی ہے اہل سنت تو محبت والفت کے پیامبر ہیں وہ سراپا خیر ہیں۔

قرآن ان کا رہنما، حدیث ان کی قائد ہے وہ ہر اس چیز کو محترم سمجھتے ہیں جس کا تعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہے وہ صحابہ کرام کی غلامی کا بھی دم بھرتے ہیں اور اہل بیت اطہار کو بھی اپنی محبت وعقیدت کا قبلہ جانتے ہیں اسلاف جو علم کی اشاعت میں زندگیاں گذار گئے، انہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ علی ہجویری، غوث اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، بابا فرید گنج شکر، حضرت مجدد الف ثانی اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جیسی اولوالعزم اور واصلین باللہ ہستیوں کی اقتداء کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے حسن خلق سے غیر

مسلموں کو غلامی رسول ﷺ کا طوق گلے میں ڈالنے پر مجبور کیا اور ان کی محفل میں جو بھی آیا انسانیت کے لئے وجہ افتخار ٹھہرا۔

اہل سنت اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتے ہیں دوسروں کو احترام سکھاتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور سچی غلامی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں نہ انہیں یہ زعم کہ پارسا ہیں لہذا ہم بھی جنت میں جائیں گے نہ انہیں یہ دعوی کہ کثرت عبادت وریاضت کی وجہ سے اللہ کا قرب رکھتے ہیں لہذا ہماری توہین اللہ کی ناراضگی کا موجب ہے انہیں تو صرف اللہ کے فضل و کرم کی امید ہے اور رسول اللہ ﷺ کی غلامی اور رحمت کا آسرا ہے۔

زیر نظر کتاب اہل سنت و جماعت کا تعارف پیش کرتی ہے۔اس موضوع پر اور بھی رسائل لکھے گئے لیکن جو جامعیت اور گہرائی اس کتاب میں ہے شاید کسی اور میں نہیں۔مصنف علام نے علمی وجاہت کے باوجود اسلاف کی تصریحات پر اکتفاء کیا ہے اور یہ ان کی عقیدت اور علمی دیانت کا منہ بولتا ثبوت ہے اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ ایسا کام صرف مولانا محمد ابراہیم مدظلہ العالی ہی کر سکتے ہیں۔کتاب بینی مشکل کام ہے عربی ماخذ ہر ایک سے بات نہیں کرتے۔جو لوگ مخدوم بن کر ورق گردانی کرتے ہیں وہ خائب وخاسر رہتے ہیں اور جو خادم بن کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور بزرگوں کی عقیدت کا چراغ روشن کر کے اکتساب فیض کرتے ہیں یہ کتابیں انہیں اپنے فیض سے مالا مال کر دیتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سے میرا تعارف دو سالوں پر محیط ہے میں ان کی جلوت وخلوت کا ساتھی ہوں ان کی شب و روز کو تنقیدی نظروں سے دیکھ چکا ہوں۔بلا کے آدمی ہیں گھنٹوں کتابوں سے محو گفتگو رہتے ہیں مگر تھکتے نہیں۔ایک رات میں بھی پھنس گیا چند احادیث کی تخریج درکار تھی جوں جوں رات بیت رہی تھی ان کے انہماک میں اضافہ ہو رہا تھا گلستان حدیث

کی ہر کلی سے گویا وہ واقف تھے حدیث کی تلاش کرنے میں کمال رکھتے ہیں میں صرف ان کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا بڑی مشکل سے صبح ہوئی دن کا اجالا پھیلا احادیث کی تخریج تو ہو گئی لیکن مجھے بخار نے آلیا اور حضرت کی حالت اس شعر کی غماز تھی۔

اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
ہم نے تمام عمر گذاری ہے اس طرح

حضرت سراپا محبت ہیں ہم کینٹ کے خطیب یک رنگی سے اکتا جاتے ہیں تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ تشریف فرما ہوں گے وہ دنیا داروں کے پاس نہیں جاتے کتب بینی میں وقت گذارتے ہیں صرف مآخذ دیکھتے ہیں عام کتب ان کی طبع مشکل پسند کی سزادار نہیں ہر وقت پڑھتے ہیں مگر آنے والوں کی خاطر داری کے لئے وقت نکالنا عبادت سمجھتے ہیں احباب حاضر خدمت ہو کر علمی موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ وہ بڑی شفقت سے علم کے موتی لٹاتے ہیں کبھی کبھی مزاح بھی فرما لیتے ہیں لیکن دل آزاری کسی کی نہیں کرتے۔ کوئی بھی آجائے اپنا کام چھوڑ کر ان کی خدمت میں جت جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی کئی دنوں تک دوسروں کے کام میں مشغول رہتے ہیں مذہب و مسلک کے بارے نہیں پوچھتے لیکن وراھنت سے کام لینا بھی روا نہیں سمجھتے۔ دل کے سچے اور قول کے پکے ہیں۔ مہمان نواز اتنے کہ کوئی کھائے پیئے بغیر واپس نہیں لوٹتا۔ انہی کی شبانہ روز محنت سے ہمارے کئی دوست پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم فل، اور ایم اے کے مقالہ جات تحریر کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مجھے فخر ہے کہ میں ان کا ہم جلیس ہوں۔ کھاریاں کینٹ سے ان کا مدرسہ ''دار العلوم کنز الایمان'' چند قدم کے فاصلے پر ہے نصیرہ اور کھاریاں کینٹ کے درمیان ایک برساتی نالہ حد فاصل ہے اور اسی برساتی نالے کے کنارے ان کا مختصر مگر قابل تقلید ادارہ علم کی روشنی تقسیم کر رہا ہے۔ حضرت کی لائبریری

سے استفادہ کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت سبھی آتے ہیں وہ ہر ایک سے شفقت برتتے ہیں مگر مجھ پر کمال کرم فرماتے ہیں حالانکہ دعویٰ تمام دوستوں کا یہی ہے کہ وہ ہم پر زیادہ مہربان ہیں۔

ہم مشرقی لوگ بھی عجیب ہیں ساغر صدیقی جیسے شاعر کو لاہور کی فٹ پاتھ پر زندگی کی بازی ہارتے دیکھتے ہیں سگریٹ پیش کر کے ان سے غزل لکھواتے ہیں مگر ان کی قدر تہہ زمین میں جانے کے بعد کرتے ہیں۔ گویا ہمارا مذہب یہ ہے کہ زندوں کا احترام جائز نہیں پس مرگ سب کچھ روا ہے۔ حضرت کے ساتھ بھی ہم کچھ ایسا ہی برتاؤ کر رہے ہیں مادیت پرستی کے اس دور میں علم کی روشنی تلاش کرنے کا رواج نہیں رہا۔ ہر ہاتھ مادیت کے آلاؤ کی طرف بڑھ رہا ہے ایسے میں ان لوگوں کا وجود غنیمت ہے۔ جو دنیا و مافیھا سے بے نیاز علم کی اشاعت میں مصروف ہیں یہی لوگ قابل صد تکریم ہیں اہل علم حضرات کو ایسے لوگوں سے ملنا چاہیے ایسے درویش صدیوں پر محیط ہوتے ہیں ان کا احترام درحقیقت دین سے لگاؤ کی علامت ہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اپنے ذوق کا پورا لحاظ رکھتے ہیں وہ عام موضوعات پر نہیں لکھتے ہمیشہ ایسے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں جس سے اہل قلم گھبراتے ہیں ان کی تصنیفات علمی سرمایہ میں بہترین اضافہ ہے۔

عربی میں خوب لکھتے ہیں اس کتاب کے علاوہ کئی رسائل مختلف مسائل پر تحریر فرما چکے اس عربی میں ایک رسالہ ''ھلال الغرۃ'' بھی منظر عام پر آ گیا ہے جس کا ترجمہ ''نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں'' کے نام سے مجھ فقیر کے حصے میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی علمی کاوشوں کو بحق مصطفیٰ ﷺ قبول فرمائے اور ان کا سایہ دیر تک ہمارے سروں پر قائم رہے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

خاک راہ حجاز

ظفر اقبال کلیار

اظہار تشکر!

اے انفس و آفاق کے مالک!

زمین و آسمان کے خالق!

تیری عظمتیں ان گنت، تیری رعنائیاں ہر سو!

چار دانگ عالم میں تیرا جمال، تیری خوشبو کو بکو!

زبان بلبل پہ تیرے ترانے، نکہت گل میں تیرے فسانے!

جن وانس تیرے لئے سرنگوں، کبھی کو تیری طلب، کبھی کو تیرا جنوں

تیری حمد بیان ہو تو کیونکر، تیری تعریف ہو تو کیسے، تو سراپا ناز میں سراپا نیاز، ہمہ دم مجھے تیری جستجو، تیری نگہ سے میری آبرو، تو صدائے دل تو ندائے روح، ہر کوئی تیری لگن میں مگن اور ذرے ذرے کی آواز!

تیری شان جل جلالہ، تیری شان جل جلالہ

اور بقول حضرت اقبال رحمتہ اللہ علیہ

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا درد مہجوری!
حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے، دوری

اور

اے خالق ارض و سما کی تخلیق اول، انبیاء و رسل کے امام، ہزاروں درود اور ہزاروں سلام تیری ذات مقدس و مطہر و منور پر کہ

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

''اقرا'' کی صدائے حیات بخشش فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوئی اور پوری دنیا پہ چھا گئی زندگی کا انداز بدلا، کفر و شرک کی ظلمتیں کافور ہوئیں۔

شکستہ دلوں کو مرہم ملی، رنجیدہ خدائی کو سرور ملا، عظمت انسان کو رفعت ملی اور توحید خداوندی کے نغمے ہر زباں پر مچلنے لگے۔

گلستان نبوت سے وہ پھول کھلے کہ زمانہ معطر ہو گیا، وہ بہار آئی کہ عالم جھوم اٹھا ایسے رنگ بکھرے کہ ردائے جمال نکھر اٹھی، بے زبانوں کو سلیقہ گفتار ملا، بے سہاروں کو آسرا ملا۔ ماں کو عزت اور باپ کو اعلی مقام ملا اور حقیقت پکار پکار کر کہتی ہے کہ محمد عربی ﷺ کے وسیلہ سے رب غفار ملا۔

مگر یہ عظمت کسے ملی، یہ شرف کس کا مقدر ٹھہرا؟

تاریخ گواہی دیتی ہے کہ یہ عظمت و رفعت انہیں ملی جنھوں نے محبت کا سلیقہ سیکھا جانبازی اور جانثاری کا طریقہ سیکھا، عشق و جنوں کی آغوش میں کبھی بلالؓ تپتی ریت پر لیٹے۔

کبھی صہیبؓ نیزوں کی انیوں سے کچوکے کھائے۔

ظلم سہتے جائیں، مصیبتیں جھیلتے جائیں مگر زبان جب بھی پکارے تو عظمت رسول (ﷺ) کے ترانے پھوٹیں۔

حب نبی (ﷺ) کے گیت لکھیں۔

آلام کی پرواہ نہیں، مصائب کا رنج نہیں، کلفتوں میں بھی لذت ہے کہ اس سے حاصل

محبوب دو جہاں کی محبت ہے۔ یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کہ جن کے دل اپنے محبوب کے ذوق شوق میں محو اور اس کی یاد سے معمور ہیں عشق سرکار ﷺ کو سینے میں بسائے تڑپتے ہیں سسکتے ہیں اور کہتے چلے جاتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

یہ وہ لوگ ہیں جو خدا سے راضی ہیں اور خدا ان سے راضی (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)
ان پاکیزہ اور مقدس ہستیوں کی پیروی اور متابعت ہی فلاح دارین کی ضامن ہے۔
اسی لئے آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

یعنی میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"۔

اس لئے ایمان کی کسوٹی اور معیار ہمارے لئے یہی پاکیزہ نفوس ہیں۔ اگر کوئی اپنی ایمانی کیفیت ملاحظہ کرنا چاہے تو ان لوگوں کے طرز عمل سے موازنہ کر کے دیکھ لے۔ یہی جماعت ہے جس نے دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہوئے آسمان رشد و ہدایت سے فیض لیا اور سارے عالم میں پھیلایا اور پھر ان لوگوں کے بعد تابعین، تبع تابعین وغیرھم نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا اور یہی جماعت اہل سنت کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور ایمان لانے کے بعد محبت رسول ﷺ ان کے نزدیک سب سے اہم فریضہ ہے۔ مدینہ شریف ان کی جنت ہے اور گنبد خضراء ان کا مرکز محور۔

آئندہ صفحات میں اسی مقبول بارگاہ جماعت کا تعارف اور اس کی حقانیت احادیث مقدسہ اور اقوال علمائے حقہ کی روشنی میں پیش خدمت ہے حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم مدظلہ العالی نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے اسے ترتیب دیا اور مدلل انداز میں اپنے موقف کی وضاحت فرمائی۔ اکابرین امت کی صراحت اور محدثین و مفسرین کے ارشادات نے کتاب کی

اہمیت کو دو چند کر دیا اس موضوع پر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے رب ذوالجلال حضرت علامہ کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے۔

علامہ ظفر اقبال کلیار جو کئی کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں، نے "تعلیق" کے نام سے فاضلانہ تبصرہ تحریر فرمایا۔ اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب کی پروف ریڈنگ میں بھی معاونت فرمائی ان کا جذبہ قابل داد اور باعث فخر ہے۔

چوہدری غلام غوث صاحب ہمارے علاقہ کی ایک معروف سماجی شخصیت ہیں اس کتاب کی اشاعت میں انہوں نے نمازی کی حوصلہ افزائی فرمائی ان کا شکریہ ادا نہ کرنا حق تلفی ہوگی۔

ہم سب دعا گو ہیں کہ رب ذوالجلال چوہدری غلام غوث صاحب کے مرحوم والد (حاجی شاہ محمد) اور والدہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

اور چوہدری عطا محمد مرحوم، چوہدری رحمت خان مرحوم، چوہدری گلاب خاں مرحوم، و اہلیہ مرحومہ اور چوہدری اسد نذیر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی قبروں پر رحمتیں نازل فرمائے آمین۔ حاجی محمد الیاس صاحب (حالیہ مقیم بلیک برن انگلینڈ) اور ان کے تمام بھائیوں کے کاروبار اور عمر میں برکت خداوند کریم سے مطلوب ہے۔

آخر میں اپنے محترم بھائی احسان الحق صدیقی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی پبلشنگ میں اساسی کردار ادا کیا اور دینی خلوص سے اس کام کو نبھایا اللہ تعالیٰ ان کے جذبات مقبول فرمائے۔ اور محنت کا اجر جزیل عطا فرمائے۔

محمد سجاد رضوی نصیرہ (کھاریاں)

18-01-2001

مقدمۃ الکتاب

برادران اسلام! مقدمۃ الکتاب کسی تصنیف کے مندرجات کا ترجمان اور اندرونی صفحات پر درج مضمون کا اجمالی خاکہ ہوتا ہے اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ پڑھنے والے کو کتاب کے عنوانات اور مباحث کا علم ہوجاتا ہے اور غرض و غائت بھی معلوم ہوجاتی ہے جس سے آئندہ صفحات میں دلچسپی کا سامان فراہم ہوتا ہے۔

میں نے اس کتاب میں جو احادیث مقدسہ اور اقوال آئمہ مفسرین نقل کئے ہیں در حقیقت یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ترجمان ہیں احادیث کے الفاظ بظاہر مختلف ہیں مگر معانی کے اعتبار سے تمام کا مفہوم یہی جماعت ہے۔ مثلاً ''اتبعو االسواد الاعظم، علیک بالسواد الاعظم، علیکم الجماعۃ، علیکم بالجماعۃ، من فارق الجماعۃ یا المفارق للجماعۃ، الشیطان مع الفذو لاثنین ابعد'' وغیرہا جیسے الفاظ پڑھنے کو ملیں گے مگر ان تمام سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہی ہے۔

صحیح حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے ایک ناجی ہوگا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ فرقہ کون سا ہوگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہوں گے۔'' لہذا اہل السنۃ والجماعۃ وہ گروہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والا اور ان کے نظریات واعتقادات کا حامل ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے نظریات واعتقادات وہی ہیں جو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین، آئمہ مجتہدین، محدثین ومفسرین، اولیائے کاملین اور علمائے صالحین رحمتہ اللہ علیہم کے تھے۔ اس مقدس ومحترم جماعت کے علاوہ جتنے بھی فرقے اور گروہ ہیں ان کے عقائد ان نابغۂ روزگار ہستیوں سے ٹکراتے ہیں جس کی وجہ

سے وہ اہل سنت و جماعت کہلانے کے روادار نہیں کیونکہ ان میں سے کسی کا قلم صفحہ قرطاس پہ ختم نبوت کے خلاف سیاہی بکھیر رہا ہے تو کسی کی نوک قلم کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ اور ذوالنورین حضرت عثمانؓ کی بغاوت وسرکشی ثابت کرنے کی سعی بے سود میں مصروف ہے کوئی حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت کے لبادہ میں یزید کو امیر المومنین بنانے کی سعی مذموم میں مشغول ہے تو کوئی اہل بیت عظام کی محبت کے نام پر جید صحابہ کرامؓ رضوان اللہ اجمعین کی تکفیر کو اولین فریضہ گردانتا ہے تبلیغ کے بارے میں ''تعلیمات اشرفیہ'' کے پرچار کی سرتوڑ کوشش کہیں ہو رہی ہے تو کوئی حدیث کے نام پر اولیائے کاملین وصالحین امت کی ناموس سے کھیل رہا ہے پھر تاسف اور حیرت وملال اس بات پہ کہ اہل سنت و جماعت کا بورڈ لگا کر اصل جماعت اہل سنت کو تضحیک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اسے بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور خود یہ لوگ اسلام کے نام پہ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی جبیں پر قبیح داغ کی صورت میں ان کا طرز عمل ظاہر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ان کا شعار ہے غیب دان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب عطائی کے منکر، حیات الدنیا سے انکاری، توسل واستعانت اور استغاثہ کو شرک سے تعبیر کرنے والے یہ لوگ در حقیقت ایک ہی گروہ کے افراد ہیں جن کا تعلق ان فرقوں سے ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی وعید سنائی۔

بحثیت نظریات واعتقادات اور بلحاظ کثرت بحمدہ تعالیٰ صرف اہل السنۃ والجماعۃ ہی وہ سواد اعظم ہے جس کا مبنی برحق ہونا زبان نبوت سے ثابت ہے اس لئے جملہ اہل ایمان سے ملتمس ہوں کہ اس کتاب میں جو احادیث واقوال آئمہ مفسرین ومحدثین نقل کئے گئے ہیں ان میں جہاں بھی لفظ سواد اعظم یا جماعت آئے تو مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہی ہوں گے۔

اگر کوئی دوست یا بزرگ کتاب کو حقیقت کی نظر سے پڑھے گا تو ضرور اسی فیصلے پر پہنچے گا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت مسلمہ ہے جس میں کسی کو شک وریب کی گنجائش نہیں۔ قارئین کو انشاء اللہ ضرور اسی مقدس جماعت کی پہچان حاصل ہوگی لہذا اے سنیو! اپنے عقائد پر مضبوطی

سے ثابت قدم رہو اور گمراہ فرقوں سے پہلوتہی کرو بقول مولانا رومی علیہ الرحمۃ:

دور شواز اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا برجان مے زند
یار بد برجان و برایمان زند

ان سے دوستی اور اختلاط کے سبب ایمان جیسی لافانی نعمت سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے

وما علینا الا البلاغ

محمد ابراہیم عفی عنہ

الحمدلله و الصلوة و السلام علی خیر خلق الله اما بعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم
قال الله تعالیٰ فی کلامه المجیدالقدیم
واعتصمو ابحبل الله جمیعا و لا تفرقوا

فخرالدین رازیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ واعتصمو ابحبل الله جمیعا و لا تفرقوا لفظ ''حبل اللہ'' کے معانی میں کئی اقوال ہیں اور ان میں ایک قول یہ ہے کہ ''حبل اللہ'' سے مراد جماعت ہے اس لئے رب العزت نے اس کے بعد ارشاد فرمایا (و لا تفرقوا)۔

وہ لکھتے ہیں کہ ''ولاتفرقوا'' کی تاویل میں بھی کئی وجوہ ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے

الثالث: انه نهی عما یوجب الفرقة و یزیل الالفة و المحبة

سوم: ان چیزوں سے رکنا جو تفرقہ کا موجب (سبب) ہوں اور محبت و الفت کو زائل کردیں۔

ساتھ ہی یہ حدیث شریف تحریر کر کے استدلال کیا ہے کہ ناجی جماعت ایک ہے۔

''انه روی عن النبی ﷺ انه ستفترق امتی علی نیف و سبعین فرقة الناجی منهم واحد و الباقی فی النار فقیل من هم یا رسول الله ﷺ قال الجماعة و روی السواداعظم و روی ما أ نا علیه و اصحابی و الوجه المعقول'' ان النهی عن الاختلاف و الامر بالاتفاق یدل علی ان الحق لایکون

الاواحدفاذاکان کذلک کان الناجی واحدا.

''نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے عنقریب میری امت ستر اور کچھ (یعنی تہتر) فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ناجی ایک ہی فرقہ ہوگا صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہوگ فرمایا ''جماعت'' اور ایک روایت میں فرمایا ''سواد اعظم'' (علماء کے نزدیک سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں) اور ایک روایت میں ہے '' جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

اس میں معقول وجہ یہ ہے کہ اتفاق کا حکم دینا اور اختلاف سے منع کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حق ایک ہی ہے اور جب معاملہ اسطرح ہے تو ناجی گروہ بھی ایک ہی ہوگا (تفسیر کبیرج ۸ص ۱۶۳)

محمد بن احمد انصاری تفسیر الجامع الأحکام القرآن المعروف بہ قرطبی میں تحریر فرماتے ہیں۔

''عن عبدالله بن مسعود (واعتصمو بحبل الله جميعا ولا تفرقوا) قال الجماعة روى عنه و عن غيره من وجوه والمعنى كله متقارب متداخل يأ مرابالالفة و ينهى عن الفرقة فان الفرقة هلكة و الجماعة نجاة''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''بحبل اللہ'' سے مراد جماعت ہے یہ قول آپ اور دوسرے علماء سے مروی ہے اور معنی کے اعتبار سے تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب اور ملتے جلتے ہیں اس لئے کہ اللہ رب العزت الفت ومحبت کا حکم دیتا ہے اور تفرقہ سے منع فرماتا ہے اور تفرقہ باعث ہلاکت جبکہ الفت باعث نجات ہے۔

(تفسیر قرطبی جلد دوم، جز ۳، ص ۱۰۲)

ابن حیان نحوی اندلسی لکھتے ہیں ''حبل الله العهد أ والقران أو الدين أو الطاعة أواخلاص التوبة او الجماعة و غير ها (فی معنی تفرقوا) قيل عن احداث ما يوجب التفرق و يزول معه الاجتماع.

حبل اللہ سے مراد عہد ہے یا قرآن یا دین یا اطاعت یا خلوص۔توبہ یا جماعت ہے اور ''لاتفرقوا'' کے متعلق کہا گیا ہے کہ ایسی چیز کا احداث (واقع کرنا) جو موجب تفرقہ ہو اور اس کے ساتھ امت کا اجتماع ختم ہوجائے۔

تفسیر البحر المحیط ج۲، ص ۱۸)

علاؤالدین علی المعروف بالخازن اس آیہ کریمہ کے تحت رقم طراز ہیں۔

''قال ابن مسعود هو الجماعة وقال عليكم بالجماعة فانها حبل الله الذی آمربه و ان ماتكرهون فی الجماعة و الطاعة خير عما تحبون فی الفرقة''

(ولا تفرقو) قيل معناه لا تحدثو ا مايكون عنه التفرق و يزول معه الاجتماع لان الحق لايكون الاواحدا وما عداه يكون جهلا وضلالا''

''عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے ''حبل اللہ'' سے مراد جماعت ہے اور فرمایا کہ جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ جماعت اللہ کی وہ رسی ہے جس کے پکڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور جو چیز جماعت اور اطاعت میں تم ناپسندیدہ سمجھتے ہو

وہ چیز فرقہ میں پسندیدہ سے بہتر ہے اور ''لاتفرقوا'' کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایسی باتیں ہیں جن سے تفرقہ پڑے اور امت کا اتحاد و اتفاق ختم ہو جائے کیونکہ حق ایک ہی ہے اس کے سوا جہالت اور گمراہی ہے۔

(تفسیر خازن ج ا ص ۲۸۱)

ان اقوال کے علاوہ بھی اکثر ائمہ مفسرین نے یہ معنی نقل کیے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت اور تفرقہ سے مراد ایسی باتیں کرنا ہے جو باعث تفریق ہوں اور امت کے اتحاد و اتفاق کے منافی ہوں کہ امت کا شیرازہ بکھر جائے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ علماء کی اصطلاح میں جماعت یا سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہے آئمہ مفسرین کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزۃ نے اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستگی کا حکم دیا ہے کیونکہ اس جماعت سے وابستہ ہونا اتحاد و اتفاق اور الفت و محبت کی علامت ہے اور ان سے علیحدگی تفرقہ بندی کی دلیل۔ اب ہم اہل سنت و جماعت کے لفظی معنی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

لفظ اہل سنت و جماعت کی لغوی تحقیق

لفظ ''اھل'' کی تشریح:

(۱) قال ابو عباس احمد بن یحیی: اختلف الناس فی الآل فقالت الطائفة آل النبی ﷺ من اتبعه قرابة او غیر قرابة وآله ذاقرابته متبعا أو غیر متبع و قالت الطائفة ولآل والاهل واحد (لسان العرب لابن منظور ج ا، ص ۲۶۸)

''ابو عباس احمد بن یحیی کہتے ہیں (آل) میں لوگوں کا اختلاف ہے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آل النبی ﷺ سے مراد آپ کے پیروکار ہیں رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار اور آلہ سے مراد

آپ کے رشتہ دار ہیں خواہ اتباع کرنے والے ہوں یا نہ ہوں۔

صحاح میں یوں مذکور ہے۔

(۲) و آل الرجل اهله و عیاله و آله ایضا اتباعه

(الصحاح للجوهری ج ۴ ص ۱۶۲۷ مطبوعہ)

''مرد کی آل سے مراد اس کا اہل و عیال ہے اور اس کی آل سے مراد اس کے پیروکار ہیں۔

صاحب قاموس لکھتے ہیں۔

(۳) وآل الرجل اتباعه و اولیاء ه ولا تستعمل الا فیما فیه شرف غالبا فلا یقال آل الاسکاف کما یقال اهله۔ (القاموس ص ۱۷۸)

''مرد کی آل سے مراد اس کے ماننے والے اور دوست ہیں اور لفظ آل غالبا ذوشرف کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے آل اسکاف نہیں کہا جاتا جبکہ اہل اسکاف کہا جاتا ہے۔

علمائے لغت کے نزدیک اہل سے مراد پیروکار اور متبعین ہیں صاحب قاموس کے نزدیک آل اور اہل میں فرق ہے جبکہ ابن منظور، صاحب لسان العرب کے نزدیک آل اور اہل ایک ہیں اور صاحب صحاح بھی غالبا اس طرف گئے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اہل کا معنی تابعداری اختیار کرنے والے، پیروی کرنے والے، محبت کرنے والے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

''واغرقنا آل فرعون''

تو یہاں آل سے مراد بھی فرعون کے پیروکار ہیں۔

لفظ سنت کی وضاحت

(۱) صحاح للجوہری میں ہے۔

السنة السيرة قاله خالد بن زهير الهذلي

یعنی سنت سے مراد سیرت ہے یہ قول خالد بن زہیر ہذلی کا ہے۔

(۲) لسان العرب میں ہے۔

السنة: الطريقة المحموده المستقيمة ولذالک قيل فلان من اهل السنة معنا من اهل الطريقة المحمودة المستقيمه وهي ماخوذة من السنن. والاصل فيه الطريقة والسيرة واذااطلقت في الشرع فانما يراد بها ما أمربه النبي ﷺ و نهى عنه و ندب اليه قولا و فعلا مما لم ينطق به الكتاب العزيز و لهذا يقال في ادلة الشرع الكتاب و السنة اى القران و الحديث.

(لسان العرب ج۶ ص ۳۹۹،۴۰۰)

’’سنت اس راستے کو کہتے ہیں جو سیدھا اور محمود ہو اس لئے کہا گیا کہ فلاں اہل سنت سے ہے یعنی وہ ایسے راستے پہ چل رہا ہے جو سیدھا بھی ہے اور محمود بھی اور لفظ السنة سنن سے ماخوذ ہے لفظ سنت کی اصل، طریقہ اور سیرت ہے شرع میں جب لفظ سنت مطلق بولا جائے تو اس سے مراد وہ کام ہے جس کے کرنے کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا یا اس سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور ایسے قول اور فعل کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا جو قرآن حکیم میں مذکور نہیں۔ اس لئے ادلہ شرع میں کہا جاتا ہے ’’کتاب اور سنت یعنی قرآن پاک اور حدیث شریف‘‘

خلفاء کی پیروی کرنے والوں کو بھی اہل السنة کہا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

’’عليكم بسنتي و سنة خلفاء الراشدين المهديين‘‘ (لسان العرب)

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔

قال ابو عمر بن عبدالبر القرطبي في التفضي بحديث موءطا واعلم ان الصحابي اذا اطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبي ﷺ وكذالک اذا اطلقها غيره فالم تضف الى صاحبها كقولهم سنة العمرين وما شبه ذلک

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵ ص ۲۷۹)

ابوعمر قرطبی موطا کی شرح التفضی میں فرماتے ہیں جب صحابی لفظ سنت کی تعمیم (عام کرنا، بغیر قید کے استعمال) کرے تو پھر مراد سنت نبی اکرم ﷺ ہے اس طرح دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے جب تک وہ سنت کو صاحب سنت کی طرف نسبت نہ کریں جیسا کہ ’’سنۃ العمرین‘‘ میں سنت کی نسبت عمرین کی طرف ہے۔

یعنی سنت کی نسبت جس کی طرف کی جائے گی اسی کی سنت کہلائے گی اور جب لفظ سنت بغیر کسی نسبت کے مطلقا استعمال کیا جائے تو اس سے مراد سنت نبی ﷺ ہے۔

ملاعلی القاریؒ فرماتے ہیں

وان صحابي اذاقال السنة يحمل على سنة النبي ﷺ

’’صحابی جب کہے یہ سنت ہے تو اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے‘‘

(شرح نقایہ، ج۱، ص ۱۶۱)

الجماعۃ:

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی سنت کے پیروکار ہیں خواہ صحابہ کرامؓ ہوں یا تابعین وتبع تابعین، اولیائے کرام ہوں یا علمائے صالحین۔ یہ تمام حضرات جماعت میں داخل ہیں۔

لفظ اہل سنت و جماعت کی لغوی تحقیق کے بعد اس کا معنی یوں ہوگا کہ محبت وعقیدت سے نبی رؤف ورحیم ﷺ کی سنت آپ کی سیرت وعادت اور آپ کے طریقہ محمودہ کو اپنانے والی وہ مقدس جماعت جس نے سیدھے راستے کو اپنائے رکھا اور اس کی اتباع کی، اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں۔

علامہ احمد شہاب الدین خفاجیؒ فرماتے ہیں۔

الفرقة الناجية اهل السنة و الجماعة لاتباعهم القران والحديث فی الاعتقاد من غير اعتقاد ارتكاب تاويلات بعيدة

نسیم الریاض شرح شفا شریف، ج۳، ص ۳۲۸

"فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) اہل سنت وجماعت ہے کہ اعتقادی طور پر وہ قرآن اور حدیث شریف کا پیرو ہے اور اس جماعت کے لوگ اجنبی تاویلات کے مرتکب نہیں ہوئے۔"

جیسا کہ آج کل بعض لوگ ہوس نفس کی خاطر قرآن وسنت رسول اکرم ﷺ کی من پسند اور لغو تاویل کر کے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اتباع کے لئے محبت ضروری ہے جب تک محبت نہ ہوگی اتباع بھی نہیں ہوگی اس لئے ملاحظہ ہو کہ محبت کیا ہے؟

محبت کیا ہے؟

قاضی عیاض اور احمد شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں:

"حقيقة المحبة الميل الى مايوافق الانسان و تكون موافقته له"

(نسیم الریاض شرح شفا شریف، ج۳، ص۳۷۲)

حقیقت محبت یہ ہے کہ انسان کی اس چیز کی طرف رغبت اور میلان جو اس کی طبیعت کے موافق ہو اور نفس محبت میں اس چیز کی اس کے ساتھ موافقت ہو جائے۔

علامات محبت:

شفا شریف میں علامات محبت کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

فالصادق فی حب النبی ﷺ من تظهر علامة ذالک عليه

(۱) الاقتداء به و استعمال سنته و اتباع اقواله و افعاله و امتثال أو امره و اجتناب نواهيه

(۲) كثرة ذكره له فمن أحب شيئا فأكثر ذكره

(۳) كثرة شوقه الى لقائه فكل حبيب يحب لقاء حبيبه

(۴) ومن علامة مع كثرة ذكره تعظيمه له و توقيره عند ذكره و اظهار الخشوع ولانكسار مع سماع اسمه

(۵) أن يحب القران الذى اتى به قال سهل بن عبدالله علامة حب الله حب القرآن و علامة حب القران حب النبى ﷺ و علامة حب النبى ﷺ حب السنة

(شفا شریف، ص ۲۰ جز دوم)

''جس شخص میں یہ علامتیں ظاہر ہوں وہ محبت ﷺ میں سچا ہے۔

(۱) اقوال و افعال میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرنا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا آپ ﷺ کے ارشاد کردہ کاموں کو بجالانا اور منع کئے گئے امور سے باز رہنا۔

(۲) نبی اکرم ﷺ کا ذکر بکثرت کرنا کیونکہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

(۳) نبی اکرم ﷺ کے دیدار کا بہت زیادہ شوق اور بے تابی کیونکہ محب، محبوب کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔

(۴) نبی اکرم ﷺ کی یاد کی کثرت کے ساتھ ساتھ اس وقت آپ ﷺ کی تعظیم اور توقیر اور آپ ﷺ کا اسم گرامی سنتے وقت خشوع اور انکساری کا اظہار۔

(۵) قرآن حکیم سے محبت جو نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا گیا۔ سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں قرآن مجید کی تعظیم و محبت، اللہ کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور نبی اکرم ﷺ کی محبت قرآن کریم سے محبت کرنے کی علامت ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے ساتھ محبت درحقیقت نبی اکرم ﷺ کی محبت کی علامت ہے۔

غور فرمائیں!

اور بنظر غور دیکھیں کہ یہ علامات کس میں پائی جاتی ہیں یقیناً ان علامتوں اور نشانیوں کو ظاہر کرنے والے اور نہ صرف ظاہر بلکہ دل سے فدا ہونے والے صرف اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ کثرت ذکر محبت کی سب سے اعلیٰ نشانی ہے تو یہ حضرات حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام کے گلہائے عقیدت پیش کر کے اور صلوۃ و سلام کے لئے وہ الفاظ جو درحقیقت قرآن معظم کی روح ہے، ان سے اپنے آقا کی یاد ہردم تازہ رکھتے ہیں قرآن ان الفاظ میں حکم ارشاد

فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنو صلوا علیہ و سلموا تسلیماO

صلوۃ اور سلام:

علمائے اہل زبان کہتے ہیں معطوف اور معطوف علیہ باہم مغائر ہوئے ہیں یعنی معطوف اور چیز ہے اور معطوف علیہ اور چیز۔ تو رب ذوالجلال کے اس کلام میں صلوا علیہ معطوف علیہ اور سلموا معطوف ہے لہذا ثابت ہوا کہ سلام اور صلوۃ میں فرق ہے جب اہل السنۃ والجماعۃ

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

کا نذرانہ پیش کرتے ہیں تو حکم ربی پورا کرتے ہیں کہ صلوۃ اور سلام دونوں اس درود پاک میں موجود ہیں اور یہ نداء (یارسول اللہ ﷺ)

''ندائے محبت ہے''۔

محب جب محبوب کی بارگاہ میں صلوۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اپنے محبوب کے ذکر کی حلاوت و لذت میں اس طرح منہمک ہوتا ہے گویا تصور کرتا ہے کہ میرا محبوب میرے سامنے ہے اور بول اٹھتا ہے۔

الصلوۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ

ایسی محبت کرنے والے کو اہل سنت و جماعت کا فرد گردانا جاتا ہے۔

جس کے ساتھ زیادہ محبت ہو اس کو ہر حال میں پکارا جاتا ہے اور اپنی فریاد اسی سے کرتا ہے قاضی عیاضؒ نے نقل فرمایا ہے۔

روی ان عبداللہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر أحب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ فانتشرت

(شفا شریف، ج ۲، ص ۱۸)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ سے کہا گیا، جو آپ کو زیادہ محبوب ہے اسے یاد کریں تو یہ تکلیف دور ہو جائے گی آپ نے با آواز بلند پکارا یا محمداہ (اے میرے محبوب میری فریاد سنو) تو آپ کا پاؤں صحیح ہو گیا۔

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ محبوب کی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مکہ مکرمہ تک پہنچ کر بھی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ قدسیہ میں حاضری نہیں دیتے کیونکہ ان کا (یہی) عقیدہ ہے۔

''لا تشدالرحال الا الی ثلاثة مساجد''

یہ علامت بھی اہل سنت و جماعت کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ بارگاہ رسالت ﷺ کی حاضری کے لئے مچلتے رہتے ہیں۔

کثرت ذکر میں محبوب کی تعظیم وتوقیر ملحوظ رکھنا اور جب اپنے محبوب کا نام آجائے تو خشوع وانکساری کا اظہار کرنا بھی اہل سنت و جماعت کا حصہ ہے۔

علامۂ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمتہ اللہ علیہ نے سیرت مبارکہ (انسان العیون) المعروف بہ سیرت حلبیہ میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور لکھتے ہیں۔

''قدوجد القیام عند ذکر اسمه الشریف ﷺ من عالم الأمة و مقتدا الائمة دینا و ورعا تقی الدین السبکی رحمة الله علیه وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره فقد حکی بعضهم ان الافام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد فیه قول الصرصری فی مدحه ﷺ

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب

علی فضة من خط احسن من کتب

و ان ینهض الاشراف عند سماعه

قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

فعند ذالک قام الامام السبکی و جمیع من فی المجلس فحصل انس بذالک المجلس و کفی ذلک فی الاقتداء

(انسان العیون، ج ا، ص ۱۳۷، فتاوی رضویہ، جلد ۱۲، ص ۶۰)

بے شک نبی کریم ﷺ کے ذکر کے وقت آپ کا نام شریف سن کر قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم دین اور تقوی میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین آئمہ کرام ومشائخ الاسلام نے ان کی متابعت کی اور بعض نے روایت کی (یہ روایت آپ کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبری میں نقل کی) کہ امام سبکی کے ہاں اس زمانہ کے علماء کی کثیر تعداد جمع ہوئی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار پڑھے جو نبی کریم ﷺ کی مدح میں ہیں۔

(ترجمہ اشعار) '' مدح مصطفی ﷺ کے لئے یہ بہت تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوشنویس ہو اور اس کے ہاتھ سے چاندی کی تختی پر سونے کے پانی سے مدح لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ آپ ﷺ کی تعریف سن کر صف باندھ کر سرو قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں (یعنی یہ سب کچھ کرنے کے باوجود آپ کی مدح کا حق ادا نہیں ہوتا)''

یہ اشعار سنتے ہی حضرت امام سبکی اور تمام علماء جو مجلس میں موجود تھے، کھڑے ہو گئے اور

اس وجہ سے مجلس میں بڑی لذت وفرحت واقع ہوئی۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قدر پیروی کے لئے کفائت کرتا ہے۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ)

غور فرمائیں!!

یہ ہیں وہ علمائے کرام اور مشائخ عظام جن کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نعت سن کی نہایت ادب وانکساری سے کھڑے ہو جاتے ہیں علامہ حلبی علیہ الرحمۃ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ اس مبارک مجلس میں اس وقت کے بے شمار آئمہ عظام حاضر مجلس تھے اور کسی نے بھی اس قیام مبارک پر اعتراض نہیں کیا۔ یہی مقتضائے حکم خداوندی اور منشائے نبی اکرم شفیع معظم ﷺ ہے جس کی طرف رب العزت نے اشارہ فرمایا۔

واعتصمو ابحبل الله جميعا ولا تفرقوا

اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اتبعوا السواد الاعظم

آئمہ اسلام کے نزدیک اہل السنۃ والجماعۃ کا دوسرا نام سواد اعظم ہے بحمدہ تعالیٰ ہمارا مسلک اور عقیدہ یہی ہے جو عشق ومحبت سید خیر الانام ﷺ کے علمبردار اور عشاق سید الابرار کی پہچان ہے۔

أهل السنة والجماعة کی شرائط

مولانا ضیاالدین سنائی المتوفی ۵۲۵ھ رسالہ ضیائی میں اور مولانا محمود طاہر رسالہ ''فتاوی الامالی'' میں صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔ (یہ دونوں رسالے مخطوط ہیں اور نہایت مختصر)

قال عبدالله بن عباس رضي الله عنهما شرائط اهل السنة

والجماعة عشرة خصال تفضيل الشيخين و حب الختنين و تعظيم القبلتين والصلوة على خلف الامامين ولامساك عن الشهادتيں والرضاء بالتقديرين والصلوة على الجنازتين و ترك الخروج على الامين والمسح على الخفين و صلوة العيدين

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اندر دس شرائط پائی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دوسروں پر فضیلت دینا۔

(۲) نبی رؤف ورحیم ﷺ کے دونوں داماد یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی عزت وتوقیر کرنا۔

(۳) دونوں قبلوں یعنی بیت المقدس اور بیت اللہ خانہ کعبہ کی عزت کرنا۔

(۴) اور دونوں اماموں (نیک وبد) کے پیچھے نماز پڑھنا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (صلو ا على كل فاجرو فاسق)

(۵) دو شہادتوں سے باز رہنا یعنی نیک عمل کی وجہ سے کسی کو جنتی قرار دینا اور بدعمل کی وجہ سے جہنمی قرار دینا۔

(۶) خیر اور شر کی تقدیر پر راضی رہنا۔

(۷) دونوں جنازوں پر نماز پڑھنا یعنی نیک وبد کا جنازہ

(۸) دونوں اماموں کی متابعت کرنا یعنی بادشاہ ظالم ہو یا عادل

(۹) دونوں موزوں پر مسح کرنا۔

(۱۰) دوعیدوں کی نماز پڑھنا۔

بعض کے نزدیک دسویں شرط کی جگہ علم المفروضیت یعنی ارکان وفرائض کا جاننا جیسے نماز وروزہ اورزکوۃ کے مسائل کاعلم۔

علامہ عبدالشکور سیالمی تمہید میں لکھتے ہیں۔

اعلم بان الدين مع الجماعة و الجماعة هم اهل السواد الاعظم بين الجبر والقدر، بين التشبيه و التعطيل و بين النصب والرفض سئل ابو حنيفة رحمة الله عليه عن السنة والجماعة فقال لانصب ولارفض ولا جبر و لاقدر ولا تشبيه ولا تعطيل.

اے مخاطب جان لے کہ دین جماعت کے ساتھ ہے اور جماعت اہل سواداعظم ہیں (یعنی اہل السنۃ والجماعۃ) اور یہ جماعت جبریہ اور قدریہ کے درمیان، تشبیہ اور تعطیل کے درمیان اور نصب اور رفض کے درمیان ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کون ہیں ؟فرمایا ناصبی نہ رافضی اور نہ جبریہ اور قدریہ اور نہ مشبھہ اور معطلہ"

اب ان فرقوں کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔

(۱)الناصبۃ :اعلم بان الناصبة هو الخارجية وهم يسمون حروريه لانهم خرجوا على عليّ رضى الله عنه فى موضع يسمى حروراء وهم يشهدون على عليّ رضى الله عنه بالكفر و من شهد عليه بالكفر فانه يكفر.

"ناصبہ خارجیہ ہیں ان کو حروریہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا جہاں اکٹھے ہوئے اس جگہ کا نام حرور ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کفر کی گواہی دیتے ہیں (العیاذ باللہ) اور جو شخص ایسا کہے وہ کافر ہے۔

والرافضیۃ : اعلم بانهم سموا رافضية لانهم رفضوا دين الاسلام وقد سماهم الله كفارا قال بعضهم بان عليا ارضى الله كان الٰها نزل من السماء قال بعضهم بان عليا كان شريک محمد ﷺ فى النبوة و بعضهم قال بان النبوة كان لعلى رضى الله عنه و جبريل عليه السلام اخطاء و غيرها من الاقوال.

رافضیہ کو رافضیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دین سے نکل گئے اور اللہ تعالی نے ان کو کافر قرار دیا اور باعتبار اعتقاد کچھ رافضی کافر اور کچھ بدعتی وغیرہ ہیں مثلا بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ خدا تھے جو آسمان سے نازل ہوئے بعض نے کہا کہ حضرت علیؓ نبوت میں حضرت محمد ﷺ کے شریک تھے اور بعض کا عقیدہ ہے کہ نبوت حضرت علیؓ کے لئے تھی جبریل غلطی کر گئے اور اس قسم کے (بیہودہ) اقوال ہیں۔

القدریۃ :اعلم بان القدرية زعموا ان قياس العقل اقوى من السماع الشرعى و ان كان نصا و كذالک القياس اقوى من السنة المشهورة و لهذاالمعنى انكروا القدر بالشر من الله.

قدریہ کے گمان میں قیاس عقلی، شرعی سماع سے قوی ہے خواہ منصوص ہی کیوں نہ ہو اور اسی طرح سنت مشہورۃ سے بھی عقلی قیاس قوی ہے اسی وجہ سے انہوں نے قدر شر کا انکار کر دیا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں۔

الجبریۃ :اعلم بان الجبرية اعتقدوا ابان الخلق با لخير مثاب وبا بشر غير معاتب و الكفار و العصاة معذورون غير مسئولين لان الافعال كلها من الله و العبد مجبور فى ذالك ، و هذا كفر.

جبریہ کا عقیدہ ہے کہ مخلوق کو اس کی نیکی پر ثواب دیا جائے گا اور برائی کرنے والے زیر عتاب نہیں ہوں گے۔ جملہ کافر اور گنہ گار معذور ہیں ان سے کچھ سوال نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ تمام افعال اللہ کی طرف سے ہیں اور بندہ محض مجبور ہے (اور یہ کفر ہے)

المعطلۃ :أولهم السوفسطائية و هم ثلاث أصناف منهم من قال بانه لا حقائق للاشياء كما ان النار والماء تسمى ماء ونارا و ربما يكون على العكس فالماء يكون ناراً و النار يكون فاءً هذا كفر لان فيه انكار النص و يؤدى الى تعطيل الا حكام و النبوة و تعطيل الربوبية و العبودية لجواز ان يكون المرسِل يكون مرسَلا والمرسل يكون مرسلا و الجواز ان يكون العبد ربا والرب عبدا.

ان کا پہلا سوفسطائی ہے اور ان کی تین قسمیں ہیں ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اشیاء کی اپنی کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ آگ اور پانی کہ ان کا نام

آگ اور پانی رکھا گیا ہے اور بہت دفعہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے کہ پانی آگ اور آگ پانی ہو جائے یہ کفر ہے کیونکہ اس سے نص کا انکار لازم آتا ہے اور یہ عقیدہ تعطیل احکام اور نبوت کی طرف لے جاتا ہے اور تعطیل ربوبیت اور عبودیت کی طرف بھی۔ کیونکہ اس طرح اس بات کا جواز ملتا ہے کہ مرسل (بھیجنے والا) مرسل (بھیجا گیا یعنی نبی) بن جائے ار مرُسَل، مرسِل بن جائے اور یہ کہ بندہ رب بن جائے اور رب بندہ وغیرہ (نعوذ باللہ)

والمشبھۃ :اعلم بان المشبهة اثبتوا صفات الله عزوجل قد سبق ذكره بان اربعة من صفات ليست بمخلوقة ،العالم والقدرة والتخليق والمشية و سائر صفاته مخلوق. و هذا كفر.

مشبہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اللہ کے لئے اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ چار صفات عالم، قدرت، تخلیق، اور مشیت کے علاوہ خدا کی تمام صفات مخلوق ہیں اور یہ کفر ہے۔

(التمہید لعبد الشکور سالمی ص ۱۹۰)

یہ مختصر حالات ان فرقوں کے تھے جن کی طرف امام الآئمہ، سراج الامۃ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا اگر تفصیل درکار ہو تو کتب عقائد کی طرف رجوع کریں۔

اور علما نے تصریح فرمائی کہ اصل میں یہ چھے فرقے ہیں جیسا کہ قرطبی نے کہا ہے اور ہر فرقہ بارہ حصوں میں تقسیم ہو گیا یعنی بارہ فرقے بن گئے اگر بارہ کو چھے سے ضرب دیں تو یہ کل بہتر فرقے بنتے ہیں امام ہمام حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی طرف

اشارہ فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے اوران میں سے ایک ناجی اور باقی تمام واصل جہنم ہوں گے اور فرقہ ناجی سواد اعظم یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہے جس کو رب العزت نے قرآن پاک میں حبل اللہ سے تعبیر فرمایا۔اقوال علماء سے ثابت ہوا کہ صرف ایک فرقہ ایسا ہے جس کے دامن سے وابستہ ہوکر انسان راہ مستقیم پر گامزن ہوسکتا ہے۔

(تفسیر قرطبی جز ۴ ص ۱۰۳)

اہل سنت کون ہیں؟

قال المهتدى بالله ابو شكور السالمى رحمة الله عليه اعلم بان الدين لله على سبيل التمحض والخلوص بدليل قوله تعالىٰ وما امروا لا ليعبد والله مخلصين له الدين و قوله تعالىٰ لله الدين الخالص ثم الدين هو دين الله تعالىٰ و دين الملائكة ورسله والنبيين و دين اولياء الله تعالىٰ رحمة الله عليهم اجمعين و المسلمين و من تفرق عن هذا الجمع يكون ضالا عن الدين بدليل قوله تعالىٰ واعتصمو بحبل الله جمعياً ولا تفرقوا اى بدين الله تعالىٰ وهو السنة و الجماعة واما التفريق عن السنة و الجماعة يكون بدعة وضلالا و يكون صاحبه من اهل النار و الدليل قوله تعالىٰ ولا تكونوا كالذين تفرقوا دينهم ثم قال فاولئك لهم عذاب عظيم ولماروى عن النبى ﷺ انه ستفترق امتى من بعدى على ثلاثة و سبعين فرقة كلهم فى النار الا وحدة فهذه الواحداة اهل السنة و الجماعة الذين شهد لهم النبى ﷺ بالجنة بان الشيطان مع الواحدة من الاثنين أبعد وروى عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبى ﷺ لايجمع الله هذه الامة على الضلالة ابدا و يد الله على الجماعة هكذا فاتبعو السواد الاعظم فان من شذ شذ فى النار

فالجماعة من اجمع السواد لماروى عن عبدالله بن مسعود انه قال خط رسول الله ﷺ يوما بين يديه خطا مستقيما و قال هذا دين الله تعالىٰ ثم خط عن يمينه و شماله خطوطا و قال هذا سبل و على راس كل سبيل منها شيطان يدعوا اليه ثم تلا قوله تعالىٰ و ان هذا صراطى مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ثم اهل السوادالاعظم كان اصحاب النبى ﷺ و من تابعهم من التابعين و تبع التابعين مثل ابى الحسين بن الخدرى وابى سعيد البصرى و سفيان الثورى والاوزاعى و علقمه بن الاسواد و ابراهيم النخعى و الشعبى و مالك و حماد بن ابى ليلى و ابى حنيفه رحمة الله عليهم اجمعين و تابعيهم من المتاخرين و تلاميذهم مثل ابى يوسف القاضى و محمد بن الحسن الشيبانى و زفر و الحسن بن زياد و داؤد الطائى و ابى حفص كبير البخارى و شفيق بن ابراهيم بن ادهم و هم كانو اتلميذ جعفر بن محمد الصادق و ابى حنيفة رضى الله عنهم ثم تابعهم فقهاء الدين و جماعة المسلمين الى يومنا هذا من لدن رسول الله ﷺ و اخذ والدين من افواه الجماعة وسهم الصحابة و غيرهم من غير منازع منكر نكير ، ثم الدليل على اهل السنة والجماعة هولاء المذكوٰرين من الصحابة ولآئمة ومن تابعهم من المسلمين ولائمة هذا لان أ هل الهوا والبدعة تفرقت باثنى وسبعين فرقة و كل فرقة منهم اذا خالفوا فى مسئلة واحدة واحدى و سبعين فرقة اتفقت و اجتمعت معنا على الفرقة الواحدة مخطئى فى مقاله هذا مبتدع فى دينه و كذالك الفرقة الثانية اذا خالفت فى مسئلة واحدة فان الفرقة الاولى وافقنا فى خطائه و بدعته و كذالك جميع الفرق من المبتدعين لايخالفون الامة والجماعة جميعا فى مسئلة واحدة بل

خالف واحد منهم لا غير و خلاف الواحد فی مسئلة واحدة لا يكون معتبرا ويكون ردا عليه فثبت ان الجماعة والسنة كان مع الصحابة والتابعين و تبع التابعين و من تابعهم الى يوم الدين من الفقهاء والمسلمين وقد وجدت المتابعة الموافقه فی السنة و الجماعة مع الائمة والصحابة رضی الله عنهم اجمعين.

(التمہید، ص۱۸۶)

ترجمہ: المھتدی باللہ ابوالشکور السالمی فرماتے ہیں جان لے کہ دین اللہ کے لئے خیر خواہی اور خلوص سے عبارت ہے۔

اس کی دلیل رب العزة کا فرمان (وما امروا الا ليعبد والله مخلصين له الدين) اور اللہ کا قول (لله الدين الخالص) ہے پھر وہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور فرشتوں کا اور اللہ کے رسول کا اور نبیوں کا دین ہے اولیائے کاملین اور مسلمانوں کا دین ہے جو اس مقدس جماعت سے جدا ہوا دین سے گمراہ ہو گیا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

بحبل اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے اور اس پر عمل پیرا اہل سنت و جماعت ہیں اہل سنت و جماعت سے علیحدگی بدعت و گمراہی اور الگ ہونے والا جہنمی ہے اور اس پر دلیل رب عزوجل کا فرمان (ولا تكونوا كالذين تفرقوا دينهم ثم قال فاولئک لهم عذاب عظيم) ہے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب میری امت سے تہتر فرقے ہوں گے وہ سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے اور وہ جنتی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں جس کے جنتی ہونے کی گواہی نبی اکرم ﷺ نے دی اس لئے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور دو سے بہت دور۔

حضرت عبداللہ بن عمر، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اس لئے سواد اعظم کی پیروی کرو جو

اس سے جدا ہوا واصل جہنم ہوا۔ اور جماعت وہ ہے جو کثرت تعداد پر جمع ہو بوجہ فرمان سید الابرار ﷺ جس کو عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اپنے سامنے ایک خط مستقیم کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا دین ہے اور پھر دائیں بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا یہ راستے ہیں اور ہر راستہ کے سر پر ایک شیطان ہے جو اس راستہ کی طرف بلاتا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام سے یہ آیہ مقدسہ تلاوت فرمائی۔

وان هذا صراطی مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله.

پھر اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صحابہ کے نام سے معروف ہوئے پھر جنہوں نے صحابہ کی پیروی کی۔ وہ تابعین اور تبع تابعین میں سے ابوالحسین بن سعید خدری، ابو سعید بصری، سفیان ثوری، اوزاعی، علقمۃ ابن اسود، ابراہیم نخعی، امام شعبی، مالک، حماد بن ابی لیلیٰ، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور متاخرین میں سے ان کی پیروی کرنے والے اور ان کے شاگرد مثلاً قاضی ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام زخر، امام حسن بن زیاد، داؤد طائی، محمد بن ادریس شافعی، ابوعبداللہ المزنی اور فقہاء خراسان میں سے مثل ابو مطیع بلخی، ابوسلیمان جرجانی، ابو حفص کبیر البخاری، شقیق بن ادھم، یہ حضرات جعفر بن محمد صادق اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں پھر فقہائے دین اور جماعت مسلمین نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک پیروی کرنے والے سبھی شامل ہیں انہوں نے صحابہ کرامؓ اور ان کے سوا سے دین حاصل کیا اور اس بات میں کسی کو انکار نہیں ہے۔ صحابہ کرام اور آئمہ عظام اور ان کے بعد آئمہ مسلمین جو کہ ان کی پیروی کرنے والے ہیں تمام اہل سنت و جماعت ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ اہل ہوا اور اہل ھویٰ بدعت بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ان میں کوئی فرقہ جب بھی کسی ایک مسئلہ پر اختلاف کرتا تو باقی اکہتر فرقے اہل سنت و جماعت کے ساتھ متفق ہو جاتے ان کا کہنا یہ تھا کہ ایک فرقہ خطا پر اور بدعت پر قائم ہے اسی

طرح جب دوسرا فرقہ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتا تو پہلا فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ کے موافق ہو جاتا اور اپنے علاوہ کو خاطی اور بدعتی کہتا اس طرح تمام فرقے جنھوں نے بدعت اپنائی باہم مل کر کسی بھی مسئلہ میں اہل سنت و جماعت کے مخالف نہیں ہوئے بلکہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی مخالفت کی اور کسی فرقہ کا ایک مسئلہ میں خلاف معتبر نہیں بلکہ اس کے لئے رد ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اہل السنۃ والجماعۃ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنھم اور قیامت تک ان کی پیروی کرنے والے فقہاء اور عام مسلمان ہیں ۔ صاحب عقل و دانش کے لئے حقانیت اہل سنت و جماعت پر علامہ ابوالشکور سیالمی کی یہ ایمان افروز تصریح کافی ووافی ہے۔

قبل ازیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت پر کچھ عرض کروں نجدیت کے چہرے سے نقاب اٹھانا ضروری سمجھتا ہوں یہ لوگ بھی اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں حالانکہ اس پاکیزہ جماعت سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں نجدیت کا تعارف اہل السنۃ والجماعۃ سے پہلے کرانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ "الاشیاء تعرف باضدادھا" (کہ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں) ان سطور سے ان لوگوں کا جنت باطنی عیاں ہو جائے گا اور سادہ لوح مسلمان سمجھ جائیں گے کہ لباس اہل السنۃ میں درحقیقت یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے قاتل ہیں انشاء اللہ اس باب میں اصل کتب معتبرہ کی عبارات نقل کروں گا تا کہ سامعین کے ذہن میں یہ احساس نہ ہونے پائے کہ راقم نے تعصب سے کام لیا ہے۔

تعارف نجدیت

نجدیت یا فرقہ وہابیہ، محمد بن عبدالوہاب، کی طرف منسوب ہے جو ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۷ھ میں انجام کو پہنچا۔ امام زہاوی الفجر الصادق کے خطبہ میں لکھتے ہیں کہ جن فرقوں کے جہنمی ہونے اور ہلاک ہونے کی وعید نبی کریم ﷺ نے سنائی ان میں وہابیہ آخری گروہ ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

وکان فی ابتداء امرہ من طلبة العلم یتردد علی مکة و المدینة لاخذہ عن علمائها وممن آخذ عنه فی المدینة الشیخ محمد بن سلیمان الکردی و الشیخ محمد حیاة السندی وکان الشیخان المذکوران و غیرھا من المشائخ الذین اخذ عنهم یتفرسون فیه الغوایة والالحاد و یقولون سیضل الله تعالیٰ هذا ویضل بہ من اشتقاہ من عبادہ و فکان الامر کذالک و کذاکان ابوہ عبدالوهاب و هو من العلماء الصالحین یتفرس فیه الالحاد یحذر الناس منه و کذالک اخوہ الشیخ سلیمان و کان یسمی اهل بلدہ الانصار و لیسمی متابعیه من الخارج المهاجرین.

(الفجر الصادق ص ۱۷)

محمد بن عبدالوہاب طالب علمی کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ جاتا رہا تا کہ وہاں کے علماء سے علم حاصل کر سکے اور مدینہ منورہ میں جن حضرات سے اس نے علم حاصل کیا انہوں نے اپنی فراست سے فرمایا کہ محمد بن عبدالوہاب میں سرکشی اور الحاد ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کردے گا۔ اور اس کے ساتھ اس کے بد بخت پیروکار بھی گمراہ ہوں گے۔ اور پھر اسی طرح ہوا اور اس طرح اس کے والد گرامی عبدالوہاب جو کہ علماء وصلحا میں سے تھے، نے فرمایا تھا کہ میں اپنے بیٹے میں الحاد دیکھ رہا ہوں اور لوگوں کو اس سے بچنے کو کہا اور اسی طرح اس کے بھائی شیخ سلمان نے کہا محمد بن عبدالوہاب نے اپنے شہر کے مکینوں کو انصار کا اور شہر سے باہر لوگوں کو مہاجرین کا درجہ دیا۔

برادران اسلام! امام زہاوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کو غور سے پڑھیے اول تو یہ عاق الوالدین تھا دوسرا علماء اور صالحین نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فراست سے اس کو سرکش اور ملحد قرار دیا

(جیسا کہ بعد میں ایسا ہی ثابت ہوا) ایسے شخص کی اتباع کرنے والے کس طرح اہل السنۃ والجماعۃ ہوسکتے ہیں۔

''الفجر الصادق'' کی مزید تحریر ملاحظہ کیجئے۔

تمسک ابن عبدالوهاب فی تکفیر الناس بآیات نزلت فی المشرکین فحملها علی الموحدین وقد روی البخاری فی صحیحه عن عبدالله بن عمر ﷺ فی وصف الخوارج انهم انطلقو الی آیات نزلت فی الکفار فجعلو ها علی المومنین و فی روایة اخری عن ابن عمرانه ﷺ قال اخوف ما ا خاف علی امتی رجل متاول للقرآن یضعه فی غیر موضعه. هذا وما قبله صادق علی ابن الوهاب واتباعه.

(بخاری شریف، ج۹ ص۲۰، الفجر الصادق، ص۱۸، الدرر السنیہ، ص۴۷)

لوگوں کی تکفیر (کافر قرار دینا) میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیات سے تمسک کرتے ہوئے ان کو توحید پرستوں پر چسپاں کر دیا اور عبداللہ بن عمر کی دوسری روایت میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت پر جس چیز کا زیادہ خوف ہے وہ یہ کہ ایک مرد قرآن کی تاویل کرے گا مگر اسے مقام و محل پر نہیں رکھے گا۔

(امام زهادی علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس سے ماقبل حدیث محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں پر صادق بیٹھتی ہے۔

برادران عزیز! غور فرمائیں کہ وہابیہ دراصل خارجیوں کا ایک گروہ ہے جو قرآن حکیم کی غلط تاویلات کے ذریعے مومنین کو مشرک ٹھہراتے ہیں۔

قال العلامة السید العلوی الحداد ان المحقق عندنا من اقواله و افعاله ما یوجب خروجه عن القواعد الاسلامیة لما انه یستحل امورا و مجمعا علی

تحریمها معلومة من الدین بالضرورة بلا تاویل سائغ و هو مع ذالک ینتقص الانبیاء و المرسلین والاولیاء والصالحین و انتقاصهم عمدا کفر بالاجماع عندا لآئمة الاربعة.

(الفجر الصادق ص۱۹، الدرر السنیہ ص۵۲)

''علامہ سید علوی حداد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اقوال و افعال وہ ہیں جن سے لازماً اس کا خروج قواعد اسلامیہ سے ہوتا ہے (یعنی دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے اس کے اقوال و افعال کافی ہیں) اس لئے کہ وہ ایسے امور جن کا حرام ہونا متفق علیہ ہے اور امور دین میں سے بالضرورۃ (ضروری ہیں) معلوم ہیں انہیں حلال سمجھتا ہے اسی پر موقوف نہیں بلکہ انبیاء، مرسلین، اولیاء اور صالحین کی تنقیص (نقص بیان کرنا) کرتا ہے اور ان حضرات کی تنقیص جان بوجھ کر کرنا آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق کفر ہے۔''

مسلمانو! غور کرو علماء و صالحین نے محمد بن عبدالوہاب پر کفر کا فتویٰ عائد کیا ہے۔ کیا ایسے شخص کی اتباع کرنے والے اہل حق اور باصواب ہوسکتے ہیں۔ یقیناً جواب نفی میں ہوگا تو پھر ان لوگوں کو اہل السنۃ والجماعۃ کہلوانے سے شرم آنی چاہیے۔

امام زهادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قد اشتملت عقیدتهم الباطلة علی امور (الاول) اثبات الوجه والیدو الجهة للباری سبحانه، و جعله جسما ینزل و یصعد (الثانی) تقدیم النقل علی العقل و عدم جواز الرجوع الیه فی الامور الدینیة (الثالث) نفی الاجماع و انکاره (الرابع) نفی القیاس (الخاس) عدم جواز التقلید للمجتهدین من آئمة الدین و تکفیر من قلدهم (السادس) تکفیر هم لکل من خالفهم من المسلمین

(السابع) النفی عن التوسل الی الله تعالی بالرسول او بغیره من الاولیاء و الصالحین (الثامن) تحریم زیارة قبور الانبیاء و الصالحین (التاسع) تکفیر من حلف بغیر الله وعده شرکاً (العاشر) تکفیر من نذر لغیر الله او ذبح عند مراقد الانبیاء و الصالحین.

(الفجر الصادق ص ۲۷)

محمد عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں کا باطل عقیدہ چند امور پر مشتمل ہے۔

اول: اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے لئے ہاتھ، چہرہ، اور جہت ثابت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام امور سے مبرا اور پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم مانتے ہیں جو نیچے بھی اترتا ہے اور اوپر بھی جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ من ذلک)

دوم: نقل کو عقل پر مقدم کرتے ہیں اور امور دینیہ میں عقل کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں سمجھتے۔

سوم: اجماع کی نفی اور اس کا انکار کرتے ہیں۔

چہارم: قیاس کی نفی کرتے ہیں۔

پنجم: آئمہ دین کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے اور ان کی تقلید کرنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں۔

ششم: مسلمانوں میں جو بھی ان کے عقیدہ کے خلاف ہے ان سب کو کافر سمجھتے ہیں۔

ہفتم: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں رسول اکرم ﷺ یا ان کے علاوہ اولیاء وصالحین کا وسیلہ پیش کرنے سے روکتے ہیں۔

ہشتم: انبیاء اولیاء کے مزارات کی زیارت کو حرام سمجھتے ہیں۔

نہم: اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھانے والے کو کافر و مشرک گردانتے ہیں۔

دہم: جو شخص غیر اللہ کے لئے نذر مانے یا انبیاء وصالحین امت کی آرام گاہ کے نزدیک کوئی

جانور ذبح کرے اسے کفر گردانتے ہیں۔

مسلمان بھائیو! یہ ہیں وہابیوں کے عقائد، انہیں پڑھ کر بتاؤ کیا یہ کتاب وسنت کے مطابق ہیں یقیناً نہیں۔ یہ اقوال امام زہاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الفجر الصادق'' سے پیش کئے گئے ہیں اگر تفصیل درکار ہو تو اصل کتاب کی طرف رجوع فرماویں۔ اور غور وفکر کر کے بتائیں کہ کیا ایسے عقائد فاسدہ کا پیروکار اہل السنۃ والجماعۃ کہلا سکتا ہے حاشا وکلا یہ عقائد اہل سنت وجماعت کے نہیں بلکہ ان لوگوں کے ہیں جن کے نزدیک تمام امت کافر ہے اور یہ خود مسلمان ہیں۔ ایسے لوگوں کو اہل سنت وجماعت کہنا بھی بدتر از گناہ ہے لہذا ان سے بچنا ضروری ہے۔

حضرت علامہ احمد بن زینی وحلان مفتی مکہ اپنی کتاب ''الدرر السنیۃ'' میں فرماتے ہیں۔

ذکر العلامة السید العلوی الحداد فی کتابه المسمی بجلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوامَ وهو کتاب جلیل ذکر فیه الحدیث مروی عن العباس بن عبدالمطلب رضی الله عنه عم النبی ﷺ آسنده الی النبی ﷺ قال فیه سیخرج فی ثانی عشر قرنا فی وادی بنی حنیفة رجل کهئیة الثور و لا یزال یلعق براطمه یکثر فی زمانه الهرج و المرج یستحلون اموال المسلمین و یتخذونها بینهم متجرا و یستحلون دماء المسلمین و یتخذونها بینهم مفخرا وهی فتنة یعتزفیها الارزلون و اسفل تتجاری بینهم الاهواء کما یتجاری الکلب بصاحبه.

علامہ احمد زینی وحلان فرماتے ہیں کہ علامہ سید علوی حداد نے اپنی کتاب المعروف (جلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوام) جیسی جلیل القدر تصنیف میں حضرت عباس بن عبدالمطلب (نبی کریم ﷺ کے چچا) جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف

فرمائی، فرماتے ہیں بارھویں صدی میں وادی بنی حنیفہ (یعنی نجد) میں بیل کی صورت کا آدمی نکلے گا اور وہ ہمیشہ اپنے موٹے ہونٹوں کو چاٹتا رہے گا اس کے زمانہ میں فتنہ وفساد بہت زیادہ ہوگا مسلمانوں کے اموال کو حلال سمجھیں گے اور آپس میں ان مالوں کی سوداگری کریں گے اور مسلمانوں کے خونوں کو مباح سمجھیں گے اور ان کا خون بہانا فخر تصور کریں گے یہ ایسا فتنہ ہوگا جس میں ذلیل ترین لوگوں کو عزت دی جائے گی نچلے طبقہ والے لوگ باہم اپنی خواہشوں کے پیچھے یوں دوڑیں گے جیسا کہ کتا اپنے ساتھی کے ساتھ دوڑتا ہے۔ (یا آپس میں خواہشوں کی موافقت کریں گے جیسا کہ کتا اپنے ساتھی سے موافقت کرتا ہے)

میرے بھائیو! یہ حدیث مقدس دلائل نبوت میں سے ایک ہے کہ غیب دان نبی، شفیع معظم ﷺ نے غیب کی خبر دی اور جیسا آنحضور ﷺ نے فرمایا ویسے ہوا۔

جو تیرے منہ سے نکلی وہ بات ہو کے رہی

آپ ﷺ نے فرمایا بارھویں صدی میں ایک شخص نکلے گا تو دیکھ لیجئے محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وادی حنیفہ (نجد) میں پیدا ہوگا بلاشبہ محمد بن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا ۱۱۴۳ھ میں اس نے اپنے عقیدے کا اظہار کیا اور ۱۱۵۰ھ میں یہ فتنہ پروان چڑھا اور جس قدر فتنہ وفساد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دور میں ہوا ہے اس کی مثال آپ کو نہیں مل سکتی۔ مسلمانوں کے مالوں اور خونوں کو جائز سمجھا گیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور قبور صالحین کی بے حرمتی کی گئی۔ اگر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کارگزاری مطلوب ہو تو تاریخ ابن عبدالوہاب کا مطالعہ فرمائیں۔

کتاب ''التوحید''

ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ مولوی

اسماعیل دھلوی (بقول ان کے شہید) نے اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا (جو حقیقت میں تفویۃ الایمان) ہے اب بھی وہابیہ کے نزدیک یہ کتاب صحیفہ آسمانی کی حیثیت رکھتی ہے اگر ذوق طبع پر گراں نہ گذرے تو اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں تا کہ معلوم ہو ان لوگوں کے عقائد کیسے ہیں۔ ایسے پراگندہ خیالات وعقائد کے باوجود اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں۔ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تا کہ انہیں اپنے اسم تتزویر ومنافقت میں پھنسایا جائے ان لوگوں سے بچنے میں ہی عافیت اور سلامتی ایمان ہے۔

(۱) حدیث مبارک: عن ابن عمر رضی الله عنه ذکر النبی ﷺ اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله ﷺ و فی نجدنا قال اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا و قال فی الثالثة هناک الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان

(بخاری شریف، ج۹، ص ۶۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی ''اے اللہ ہمارے شام میں برکت فرما ہمارے لئے یمن میں برکت فرما'' صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں ہمارے لئے برکت فرما، یمن میں ہمارے لئے برکت فرما تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا اس جگہ (نجد) فتنے اور زلزلے ہوں گے اور یہاں سے شیطان کا سینگ پھوٹے گا۔

(۲) حدیث مبارک: عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال بعث علی رضی الله عنه الی رسول الله ﷺ من الیمن بذهب فی آدم فقسمها رسول الله ﷺ بین زید الخیل و لاقرع بن حایس و عیینة بن حصن و علقمة بن علاثة فقال اناس من المهاجرین و لانصار نحن احق بهذا فبلغ ذالک النبی ﷺ فشق

عليه وقال الاتا منونى و انا امين من فى السماء يا تينى خبر من ذالسماء مباحاومساء فقام اليه ناتى العينين، مشرف الوجتين ناشزالوجه، كث اللحية، محلوق الراس، شمرالازار، فقال يا رسول الله ﷺ اتق الله فقال النبى ﷺ اولست باحق اهل الارض ان اتقى الله فقال فى آخر الحديث انه سيخرج من ضئعضئى هذا قوم يتلون كتاب الله لا يجاوز حنا جرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.

(صحیح ابن حبان، ج اول، ص ۱۱۵، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۰، ص ۱۵۶)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا حضرت علیؓ نے یمن سے چمڑے کے تھیلہ میں سونا بھیجا جو نبی اکرم ﷺ نے زید الخیل، اقرع بن حابس، عیینۃ بن حصن اور علقمۃ بن علاثۃ کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ انصار اور مہاجرین میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو ان کا یہ کہنا آپ کو گراں گذرا اور آپ نے فرمایا کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والوں کے لئے بھی امین ہوں جو آسمان والوں کی صبح وشام مجھے خبر دیتا ہے۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا (جس کی صفت یہ ہے) آنکھیں باہر کو نکلی ہوئیں۔ دونوں رخساروں پر گوشت ابھرا ہوا، بلند پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، سر منڈایا ہوا (ٹنڈ) اور تہبند اوپر چڑھایا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے ڈریئے (مطلب یہ کہ آپ نے انصاف نہیں کیا (نعوذ باللہ) پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا زمین پر رہنے والوں میں سے میں زیادہ حقدار نہیں ہوں کہ اللہ سے ڈروں آخر میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو اللہ کی کتاب پڑھیں گے لیکن یہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔''

یہ دونوں حدیثیں بھی اعلام نبوت میں سے ہیں نبی اکرم ﷺ نے وہابیوں کے پیشوا محمد

بن عبدالوہاب کے متعلق خبر دی پہلی حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نجد میں شیطان کے سینگ پھوٹیں گے اور دوسری حدیث میں ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ ہے کی صفات بیان کرنے کے بعد فرمایا اس کی نسل سے ایسی قوم نکلے گی جو قرآن پاک تو پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا مطلب یہ کہ صرف دکھلاوے کے لئے لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو متقی اور پرہیزگار ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک پڑھیں گے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے پھر فرمایا یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے یعنی اپنی غلط روش پہ قائم رہیں گے واپس دین الٰہی کی طرف نہ لوٹیں گے۔

علامہ احمد زینی دحلان مفتی مکہ فرماتے ہیں۔

ان هذا المغرور محمد بن عبدالوهاب من تميم انه من عقب ذى الخويصرة التميمى الذى جاء فيه حديث البخارى عن ابى سعيد الخدرى ثم بعد اسطر قال لماقتل على ابن ابى طالب رضى الله عنه الخوارج قال رجل الحمد لله الذى ابائو هم و اراحنا منهم فقال على رضى الله عنه كلا والذى نفسى بيده ان منهم من هوفى اصلاب الرجال لهم تحمله النساء و ليكونن آخرهم مع المسيح الدجال ثم قال وجاء فى حديث عن ابى بكر الصديق رضى الله عنه عند ذكر فيه بنى حنيفة قوم مسلمة الكذاب و قال فيه ان واديهم لايزال وادئى فتن آخر الدهر ولا يزال فى فتنه من كذابهم الى يوم القيامة ثم قال ان الذى وردفى بنى حنيفة و فى ذمّ بنى تميم و وائل شئى كثير و يكفيك ان اغلب الخوارج و اكثرهم منهم و ان الطاغية بن عبدالوهاب منهم.

(الدرر السنیۃ ص ۵۱،۵۲)

حضرت علامہ احمد زینی دحلان رحمتہ اللہ مفتی مکہ بحوالہ کتاب ''جلاء الظلام'' لسید علوی

حدادرحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن عبدالوہاب مغرور تمیم میں سے ہے فرماتے ہیں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ جو حدیث امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں ذوالخویصرۃ کا ذکر ہے محمد بن عبدالوہاب اس کی نسل سے ہو کیونکہ ذوالخویصرہ بھی بنی تمیم میں سے ہے اور محمد بن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے اس لئے یہ ذوالخویصرہ کی نسل میں ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کی نسل سے ایسی قوم نکلے گی جو قرآن پاک کی تلاوت تو کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا علامہ زینی دحلان چند سطور کے بعد لکھتے ہیں جب حضرت علیؓ نے خارجیوں سے جنگ کی تو ایک مرد نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ان کو ہمیشہ کے لئے برباد کردیا اور ہمیں ان سے نجات دی حضرت علیؓ نے اس مرد کو مخاطب ہو کے فرمایا خبردار اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے ان میں سے وہ لوگ جو مردوں کے صلبوں میں ہیں اور عورتوں کے رحموں میں منتقل نہیں ہوئے البتہ ضرور ان کے آخری لوگ مسیح دجال کے ساتھ ہوں گے۔"

حضرت علی کے اس جملہ پر غور فرمائیں! ذوالخویصری کی نسل ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ مسلسل آرہی ہے اور اس کی نسل کے لوگ دجال کے ساتھ ہوں گے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان کے مرنے سے نسل اختتام کو پہنچی ہے وہابیہ ان کی نسل سے ہیں اور آخر میں یہ مسیح دجال کے ساتھی ہوں گے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث جس میں مسیلمہ کذاب کی قوم بنی حنیفہ کا ذکر ہے کہ آخری زمانہ تک ان کی وادی، وادی فتنہ وفساد ہے اور قیامت تک یہ کذاب اس فتنہ میں مبتلا رہیں گے۔

یعنی وہابیوں، نجدیوں، کے مقتدا اور پیشوا کا وطن ہمیشہ فتنہ وفساد کا مرکز رہے گا اور اس وادی سے تعلق رکھنے والے قیامت تک اس فتنہ وفساد میں مبتلا رہیں گے معلوم ہوا یہ فساد اور فتنہ ان کی سرشت اور فطرت میں ہے یہ لوگ ہمیشہ فتنہ وفساد کرتے رہیں گے۔

موجودہ زمانہ کو دیکھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان عملی صورت میں نظر آئے گا۔

اس کے بعد علامہ موصوف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں قبیلہ بنی تمیم و بنی وائل کی مذمت اور بنی حنیفہ کی شفاعت میں بہت کچھ وارد ہو چکا۔ اتنا ہی کافی ہے کہ خارجیوں کے اکثر لوگ ان میں سے ہیں اور بے شک یہ باغی وسرکش محمد بن عبدالوہاب بھی ان سے ہے۔

(احمد زینی دحلان رحمتہ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا)

اس تصریح سے پتہ چلا کہ تمام نجدی خارجیوں کا ایک گروہ ہیں کیونکہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہی اکثر خارجی ہیں اور ابن عبدالوہاب بھی اس کی نسل سے ہے اس لحاظ سے یہ بھی خارجی ہوا ظاہر ہے اس کے ماننے والے اور اس کے عقائد کی پیروی کرنے والے بھی خارج ہی ہوں گے انشاء اللہ احادیث مبارکہ سے اس کی وضاحت آئے گی۔

مکتوبات الیاس مرتبہ مولانا منظور نعمانی، مطبوعہ ہندوستان لکھتے ہیں ایک دفعہ حضرت صاحب (مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت) نے ارشاد فرمایا "میرا جی چاہتا ہے طریقہ تبلیغ میرا ہو اور تعلیمات مولانا اشرف علی تھانوی کی۔"

ملاحظہ کیجئے مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کا کہنا ہے کہ تعلیمات اشرفیہ ہوں اور میرا طریقہ تبلیغ اور مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کیا ہیں صرف ذوالخویصرہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کا پرچار کرنا۔ ظاہر ہے ایسی تعلیمات اور عقائد جو خلاف کتاب وسنت ہیں ان کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ تو اگر ایسے عقائد کے باوجود یہ اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوائیں تو افسوس صد افسوس ہے گویا جلیبی سے پیار اور حلوائی سے بیر۔

احمد بن صاوی مالکی حاشیہ جلالین تفسیر صاوی میں "الذین کفروا لھم عذاب شدید" (سورۃ فاطر) کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

"قیل هذه الآیة نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتاب و السنة و یستحلّون بذالک رماء المسلمین و اموالهم کما هو نشاهد آلان فی نظائر هم و هم فرقة بارض الحجاز یقال لهم الوهابیه یحسبون انهم علی شئی الاانهم هم الکازبون.

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۲۵۸)

کہا گیا ہے کہ یہ آیہ کریمہ خوارج کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے کتاب وسنت کی تاویل سے تبدیلی اور تحریف کرتے ہوئے مسلمانوں کے خون اور مالوں کو مباح (جائز) قرار دیا جیسا کہ ان کی مثالیں آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اور وہ حجاز میں ایک فرقہ ہے جس کو وہابیہ کہتے ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ہی دیندار ہیں خبردار یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

علامہ احمد بن مالکی علیہ الرحمۃ کی یہ تصریح وہابیوں کے خارجی ہونے کے لئے کافی ووافی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کماوقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذی خرجوامن نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکهنم اعتقدوا انهم مسلمون وان من خالفهم اعتقادهم مشرکون و استباحوا بذالک قتل اهل السنة و قتل علماء هم حتی کسر الله تعالیٰ شو کتهم و خرب بلادهم و ظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین ومائتین و الف.

(ردالمختار شامی، ج ۳، ص ۳۳۹)

جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں کا معاملہ ہے جو نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو مذہب حنبلی کا پیروکار سمجھتے تھے

حالانکہ وہ (اپنے خیالات فاسدہ کی رو سے) صرف اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتے ہیں اور اپنے مخالفین کو مشرک کہتے ہیں وہ جماعت اہل سنت اور ان کے علماء کو قتل کرنا جائز سمجھتے تھے ۱۲۳۳ ھجری میں اللہ تعالیٰ نے ان کی شان وشوکت کو توڑا۔ اور ان کے شہروں کو تباہ وبرباد کیا اور مسلمانوں کے لشکر نے ان پر فتح ونصرت پائی۔

فتاوی شامی کی یہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ ماسوا اپنے جملہ اہل ایمان کو وہ مشرک سمجھتے ہیں بلکہ اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل تک ان کے نزدیک جائز ومباح ہے مسلمانوں کے خون اور مال ان کے لئے حلال۔ جب عالم یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے سراسر مخالف، ان مالوں اور خونوں کو مباح ٹھہرانے والے اور اسی مقدس جماعت کے لوگوں اور علماء تک کے قتل کو جائز ٹھہرانے والے یہ شر پسند اور بدعقیدہ لوگ ہیں تو ان کی اولاد کو کس نے حق دیا کہ اپنے باطنی خبث کو اہل السنۃ کے لیبل سے ظاہر کریں اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کے نام سے مشہور کریں۔

اب غیب دان نبی ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ سنئے جس میں ان لوگوں کی علامتیں اور حالات بیان فرمائے اور یونہی سب کچھ واقع ہوا۔

(۱) حدیث شریف: عن علی رضی الله عنه فانی سمعت رسول الله ﷺ سیخرج قوم فی آخر الزمان احداث الاسنان سفهاء الاحدام یقولون من خیر قول البریة لایجاوز ایمانهم حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة۔

(بخاری شریف، ج ۹، ص ۲۲)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے عنقریب زمانہ کے آخر میں نوخیز جوانوں اور کم عقلوں والی ایک قوم نکلے گی سب سے بہتر باتیں کریں گے (مگر) ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے

تیر کمان سے۔

جب سعید بن جمھان کے والد خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو آپ حضرت عبداللہ بن اوفیؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی حضرت سعید بن جمھان فرماتے ہیں۔

فتناول یدی فغمزھا بیدہ غمزۃ شدیدۃ ثم قال "ویحک یا بن جمھان علیک بالسواد الاعظم ،علیک بالسواد الاعظم.

(مسند احمد، ج۴،ص ۳۳۸)

حضرت عبداللہ بن اوفیؓ نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا پھر فرمایا۔

"اے جمھان کے بیٹے تجھ پر افسوس (کلمہ محبت، عربوں میں عام مستعمل) سواد اعظم کو لازم پکڑے رکھو، سواد اعظم کو لازم پکڑے رکھو۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

ان المراد من قول خیر البریة وھو القران قلت و یحتمل ان یکون علی ظاھرہ والمراد القول فی الظاھر و باطنه علی خلاف ذالک۔

(فتح الباری، ج ۱۲،ص ۲۸۷)

فرماتے ہیں "خیر البریہ" سے مراد قرآن کریم ہے میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد ظاہر کلام بھی ہوسکتا ہے کہ بظاہر بڑی اچھی بات ہو مگر باطن اس کے خلاف ہو (یعنی منافقت)

اگر آپ غور فرمائیں تو یہ علامت بھی انہی سے خاص ہے۔

حدیث شریف: عن ابی سعید الخدری قال سمعت النبی ﷺ یخرج فی ھذہ الامة "ولم یقل منھا" قومٌ تحقرون صلوتکم مع صلاتھم یقرئوون القران لایجاوز حلوقھم اوخاجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة۔

(بخاری شریف، ج۹،ص ۲۳)

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے اس امت میں (اور منھا نہیں کہا) ایک قوم نکلے گی (ان کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے) تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے قرآن پاک پڑھیں گے لیکن (حالت یہ ہوگی کہ) ان کے حلقوں سے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔

اس سے بعد والے باب میں جس کے اندر ذوالخویصرہ کا ذکر ہے امام بخاری سے ایک روایت ہے اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (صیامہ مع صیامہ) یعنی صیامکم مع صیامھم یعنی تمہارے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھیں گے۔

حدیث شریف: عن علی رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ وصف ناسا انی اعرف صفتھم فی ھولاء یقولون الحق بالسنتھم ولا یجاور ھذا منھم و اشار بحلقه ھم من البغض خلق اللہ الیه .

(فتح الباری، ج ۱۲،ص ۲۸۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اوصاف بیان کئے میں ان لوگوں میں سے ان اوصاف والے لوگوں کو پہچانتا ہوں (وہ یہ ہیں) زبان سے حق کہیں گے اور یہ حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا میرے نزدیک مخلوق خدا میں سے زیادہ مغضوب یہی لوگ ہیں۔"

یعنی یہ لوگ بمطابق فرمان خداوندی (لم تقولون مالا تفعلون) زبان سے خدا کی پیاری پیاری باتیں کرتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرتے۔

حدیث شریف: عن عاصم بن شمخ عن ابی سعید فقام رجل فقال یا نبی اللہ ھل فی ھولاء القوم علامة قال یحلقون روئوسھم.

(فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۹۵)

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرد کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس قوم کی کوئی علامت ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ سر منڈوائیں گے یعنی ٹنڈ کرائیں گے۔

معزز قارئین! اس حدیث مقدسہ کی وضاحت آئندہ حدیث مبارکہ میں آئے گی لیکن اس سے پہلے ایک بات عرض کردوں۔ جیسا کہ "الدرر السنیہ" کے حوالے سے گذر چکا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی تمیمی تھا اور ذوالخویصرہ کا تعلق بھی بنوتمیم سے تھا۔ لہٰذا اس کی نسل سے نکلنے والے جس شخص کے متعلق پیشن گوئی کی گئی وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے یہ امر بھی وضاحت سے گذر چکا کہ ذوالخویصرہ سے اغلب واکثر خارجی ہی پیدا ہوتے ہیں اس اعتبار سے بلحاظ عقیدہ نجدی خارجی تھا کیونکہ نجدی عقیدہ کے اعتبار سے خارجی تھا (بظاہر حنبلی کہلاتا تھا)

حدیث شریف: عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ ذکر قوم یکونون فی امته یخرجون فی فرقة من الناس سیماهم التحلیق هم شر الخلق او من شر الخلیفة و فی روایة عنه قال یخرج اناس من قبل المشرق یقروئون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة لا یعودون فیه حتی یعود السهم علی فوقه قیل ماسیما هم قال سیما هم التحلیق والتبیت ۔

(مسند احمد، ج ۳، ص ۵، ۶۴، ۱۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قوم کا ذکر فرمایا جو آپ ﷺ کی امت سے ہوں گے لوگوں میں سے ایک جماعت کی شکل میں نکلیں گے ان کی نشانی سر منڈانا ہوگی اور مخلوق کی بدترین (یا فرمایا) مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مشرق کی طرف سے لوگ نکلیں گے (مراد نجد ہے) قرآن حکیم پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ لوگ دین میں واپس نہ آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے سونار پر واپس نہ آجائے (یعنی جس طرح تیر واپس نہیں آتا اسی طرح ان کا دین کی طرف لوٹنا محال ہے) عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ان کی نشانی کیا ہوگی فرمایا ان کی نشانی سر منڈانا ہے۔

وضاحت: تحلیق اور تسبیت عربی زبان کے الفاظ ہیں تحلیق کا معنی سر منڈانا اور حلقہ در حلقہ بیٹھنا ہے۔ اس طرح تسبیت کا معنی ہے چھوٹے بالوں کو منڈانا اور اس کا مطلب ہفتہ لگانا بھی ہے۔''

ان معانی پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ان تمام نشانیوں کا ان لوگوں میں پایا جانا واضح اور ظاہر ہے سر منڈانا (ٹنڈ)، عصر کی نماز کے بعد حلقہ بنا کر بیٹھنا، بال چھوٹے بھی ہوں تو منڈوا دینا اور ہفتہ لگانا تو ان کا ویسے ہی مشہور و معروف عمل ہے۔ کہتے ہیں بھائی ہمارے ساتھ ایک ہفتہ لگالو۔ حدیث شریف کے مطابق جو نشانی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ علی وجہ الاتم ان میں پائی جاتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حلق کرانا (ٹنڈ) نبی اکرم ﷺ سے لے کر آج تک کسی قوم کا شعار رہا ہے یا نہیں۔

علامہ احمد زینی دحلان مفتی مکہ "الدرر السنیہ" میں اور امام زہاوی علیہ الرحمۃ "الفجر الصادق" میں لکھتے ہیں۔

☆وفی قوله علیه الصلوة والسلام سیماهم التحلیق تنصیص علی هولاء القوم الخارجین من المشرق التابعین محمد بن عبدالوهاب فیما ابتدعه لانهم کانوا یامرون من اتبعهم ای یحلق راسه ولا یترکونه، اذا اتبعهم حتی یحلقو الاسه ولم یقع مثل ذلک من احدی الفرق الضالة مضت قبلهم و کان .

محمد بن عبدالوهاب يا مر يحلق رؤوس النساء ايضا ممن اتبعته و فی مرة امراة دخلت فی دينه قال ان تحلق را سها فقالت له لو امرت بحلق اللحی للرجال لساغ ان تامر بحلق رؤوس النساء فان شعر الراس للنساء بمنزلة اللحية للرجال فلم يجدلها جوابا فبهت الذی كفر .

(الدرر السنیۃ ص ۵۰، الفجر الصادق ص ۲۱)

''نبی کریم ﷺ کا (سیماھم التحلیق) جیسی علامت بیان فرمانا اس خارجی قوم جو مشرق سے نکلنے والی ہے اور محمد بن عبدالوہاب کی پیرو ہے کے لئے منصوص ہے کیونکہ یہ بدعت (سر منڈانا) ان کی ہی علامت ہے اس لئے کہ جو ان کی اتباع کرے اسے سر منڈانے کا حکم دیتے ہیں اور جب تک وہ سر منڈا نہ لے اسے چھوڑتے نہیں اس طرح کا کام پچھلے تمام گمراہ فرقوں میں کسی نے نہ کیا۔ (معلوم ہوا سر منڈانا صرف نجدیوں کا شعار ہے) اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ان عورتوں کو بھی سر منڈانے کا حکم دیتا جو اس کی پیروی کرتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت جو اس کے دین میں داخل ہوئی اسے اس نے سر منڈانے کا حکم دیا تو عورت نے جواب دیا'' اگر تو مردوں کو داڑھیاں مونڈنے کا حکم دیتا تو بجا تھا کہ تو عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر کے بال مردوں کی داڑھیوں کے قائم مقام ہیں۔ کافر مبھوت و پریشان ہو گیا اور عورت کے سوال کا جواب نہ بن پڑا۔

لہذا معلوم ہوا کہ احادیث میں سر منڈانے والی علامت صرف محمد عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں میں ہے کیونکہ یہ نشانی سوائے ذوالخویصرہ (اس کا پیشوا) کے کسی اور باطل گروہ میں نہیں پائی گئی اس لئے یہ حدیث اس بات کی نص ہے، نبی اکرم ﷺ نے بارہ صدیاں قبل اس کے پیدا ہونے کی خبر دی اور ساتھ ہی اس کی علامت بھی بیان فرمائی۔ جیسے ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی ویسا ہی ہوا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اسی پر موقوف نہیں بلکہ آپ ﷺ نے یہ خبر بھی ارشاد فرمائی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔

حدیث شریف: عن ابن عمر رضی الله عنه سمعت رسول الله ﷺ يقول يخرج قوم من قبل المشرق يقرئوون القرآن لايجاوز تراقيهم كلما قطع قرن نشاء قرن حتی يخرج فی بقيتهم الدجال و فی رواية عنه سيخرج اناس من امتی قبل المشرق الی آخر الحديث وقال حتی عدها زيادة علی عشر مرات

(مسند احمد، ج دوم، ص ۲۰۰، ۲۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا جب ایک صدی ختم ہوگی تو دوسری صدی میں داخل ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کا بقیہ گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا اور عبداللہ بن عمرؓ کی ایک دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ حضور ﷺ نے صدی کو دس مرتبہ سے زیادہ شمار کیا (یعنی ایک صدی کے بعد دوسری اور اسی طرح دس صدیوں سے زیادہ شمار کیں)

یہ حدیث اس حدیث کی مئوید ہے جس کو احمد زینی دحلان نے اپنی کتاب ''الدرر السنیۃ'' میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا۔ یعنی بارھویں صدی میں بنوحنیفہ میں ایک آدمی ہوگا جس کی ہیت وصورت بیل جیسی ہوگی اور اپنے موٹے موٹے ہونٹوں کو ہمیشہ چاٹتا رہے گا لہذا یہ دونوں حدیثیں اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بارہ صدیاں پہلے محمد بن عبدالوہاب کی خبر دی اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے بقیہ لوگ دجال کے ساتھ نکلیں گے۔

آپ دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر ایمان سے فیصلہ فرمائیں کیا یہ وہابیہ خارجیہ وہی

نہیں جنکی خبر ہمارے آقا و مولا سید الابرار ﷺ نے دی ۔ لہذا ان کا اصل السنۃ والجماعۃ سے تعلق کیونکر ہو سکتا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

عدة الخوارج عشرون فرقة وقال ابن حزم وا سواهم حالا الغلاة و هم الذين ينكرون الصلوات الخمس و يقولون الواجب صلوة بالغداة وصلوة بالعشى و منهم من يحوز نكاح بنت الابن و بنت ابن الاخ والاخت و منم من انكران تكون سو رة يوسف من القرآن و ان من قال لااله الا الله فهو مومن عندالله و لو اعتقد الكفر بقلبه.

(عمدۃ القاری، ج ۲۴،ص ۵۸)

یعنی خارجیوں کے بیس فرقے ہیں اور ابن حرم نے کہا ان میں سے بدتر مآل والا فرقہ غالیہ ہے وہ پانچ نمازوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں نماز صرف صبح اور شام ہی کی واجب ہے اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو بیٹے کی لڑکی ، بھتیجے کی لڑکی اور بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں ان میں سے کچھ سورۂ یوسف کا قرآن حکیم سے ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں فقط لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اگرچہ دل میں کفر کا اعتقاد ہی کیوں نہ رکھے۔

للہ ! آخری جملے پر غور فرمائیں جو لوگ صرف لا الہ الا اللہ زبان سے کہہ لیں اگرچہ دل میں کفر ہو وہ مومن ہیں اول تو اس سے ایمان مفصل کا انکار لازم آتا ہے دوم یہ توحید مشرکانہ ہے اگر کسی نے مولوی غلام اللہ راولپنڈی والے کی تقریر سنی ہو تو معلوم ہوگا کہ یہی عقیدہ ان لوگوں کا ہے وہ تقریر یوں کرتا ''لا الہ الا اللہ کوئی نبی اور رسول نہیں'' کوئی ولی و غوث نہیں لا الہ الا اللہ کوئی دستگیر و مشکل کشا نہیں''۔ خدارا بتایئے یہ توحید کون سی ہے کیا خارجیوں والی توحید اسی کا نام نہیں؟

نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار نبی اکرم ﷺ کا نماز میں خیال نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (دیکھو صراط مستقیم مولوی اسماعیل دھلوی کی) رحمتہ اللعالمین نبی اکرم ﷺ کی صفت خاصہ نہیں ہر عالم دین کو رحمتہ اللعالمین کہہ سکتے ہیں (فتاوی رشیدیہ، رشید احمد گنگوہی) نبی کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی اور آپ کے علم غیب کو چوپایوں کے علم سے بھی کمتر سمجھنا، امتیوں کا عمل میں نبی (ﷺ) سے بڑھ جانا، انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کے قلوب مبارکہ کا عوام کی کدورتوں سے متاثر ہونا۔ انبیاء وصحابہ کرام اور صالحین امت کی عصمت نازیبا عقائد سے تار تار کرنا وغیرہ جیسے عقائد کے ماننے والے اسلام کا دعوی روا سمجھتے ہیں ہرگز نہیں ۔ یہ خارجیوں کے عقائد ہیں جن کو دین سے کوئی سروکار نہیں ۔ انہی عقائد اور لوگوں کی طرف علامہ بدرالدین عینی نے اشارہ فرمایا۔

انصاف سے فیصلہ کیجیے کیا وہابیہ خارجیہ کا ایمان وہی نہیں جو خارجیوں کا ہے یعنی دل میں کفر ہو تو بھی لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مومن ہی رہتا ہے اور اس کے ایمان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

حدیث شریف: عن انس ابن مالك رضى الله عنه قال ﷺ سيكون فى امتى خلاف و فرقة قومٌ يحسنون القيل و يسيئون الفعل يقروئون القران لا يجاوز تراقيهم يحقر احدكم صلوته مع صلاتهم و صيامه مع صيامهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية لايرجعون حتى يرتدوا على فوقه هم شر الخلق و الخليقة قالو يا رسول الله (ﷺ) ما سيما هم قال التحليق و فى رواية عنه ان فيكم قوما ليعبدون و يدء بون يعنى يعجبون الناس و تعجبهم انفسهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية. (مسند احمد، ج ۳،ص ۱۸۹، ۲۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت ابو سعید خدریؓ نے بھی روایت اسی طرح کی ہے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں اختلاف اور گروہ بندی ہوگی ایک

قوم کے لوگ قرآن پڑھیں گے اوران کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم میں سے ایک اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور دین کی طرف واپس نہیں آئیں گے تا آنکہ تیر اپنے سوفار پر واپس نہ آجائے وہ بدترین لوگ ہوں گے مخلوق کے اعتبار سے اور طبیعت وعادت کے لحاظ سے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا ''ٹنڈ کرانا'' اس حدیث کی تفصیل حدیث ابوسعید خدریؓ میں دیکھیں۔

انس ابن مالک کی ایک دوسری روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں ایک قوم ہوگی وہ عبادت کریں گے لوگ ان کی عبادت پر تعجب کریں گے اور خود ان کے دلوں کو یہ عبادت تعجب میں ڈالے گی وہ لوگ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔

برادران اسلام! مختصر تعارف نجدیت جو میں نے معتبر کتب کے حوالے سے نقل کیا اہل دانش وعقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور کم عقل و ناسمجھ کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

والله اعلم بالصواب

لزوم اهل السنة و الجماعة

آئمہ محدثین ومفسرین کی روشنی میں

امام ہمام، شمس الآئمہ، سراج الامۃ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ینبغی للمومن ان لا یخالف الجماعة لان النبی ﷺ قال لا یجتمع امتی علی الضلالة

و قال النبی ﷺ علیکم بالسواد الاعظم و من خالف الجماعة (جماعة المسلین) ولم یرها حقًا فهو ضال مبتدع لان حفظ الجماعة من سنن المرسلین فریضة لقوله تعالیٰ

اطیعوا الله و اطیعوا الرسول

معناه اطیعوا الله فی الفرائض واطیعوا الرسول بالسنن ولقوله تعالیٰ وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا.

واعلم ان النبی ﷺ حفظ الصلوة بالجماعة وراها واجبة فمن لم یر حفظ الجماعة واجبة فهو مبتدع فهذه الآیة وهذه الحجة کفته لمن کان له ادنی عقل و دراية.

(تعلیم المتعلم مخطوطہ، ص۹)

''مومن کو چاہیے کہ جماعت مسلمین کی مخالفت نہ کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اور نبی اعظم ﷺ نے فرمایا۔

تم پر سواد اعظم کی اتباع لازمی ہے اور جس شخص نے جماعت المسلمین کی مخالفت کی اور

اس کو حق نہ جانا پس وہ گمراہ ومبتدع ہے اس لئے کہ حفاظت جماعت رسول اللہ ﷺ کی سنت میں سے ہے اور لازمی۔ کیونکہ فرمان عز وجل ہے۔

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔

معنی یہ کہ اللہ کی اطاعت فرائض میں کرو اور سنن میں سید الابرار، نبی مختار ﷺ کی اطاعت کرو۔ اس پر دلیل قرآن پاک کی یہ نص ہے۔

''کہ جو کچھ رسول (ﷺ) دے، لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ''

اور جان لو کہ نبی کریم ﷺ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر محافظت فرمائی اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو واجب سمجھا پس جو شخص جماعت کی نگہبانی اور محافظت واجب تصور نہیں کرتا وہ بدعتی ہے۔

پس یہ آئمہ کریمہ اور حجت، ادنیٰ عقل وعلم کے مالک کو کفائت کرتی ہے۔

''نسیم الریاض شرح شفا میں ہے''

من یطع الرسول فی سنة ای فی طریقته و شریعته من امرو نهی و سنة و فرض ولیس المراد بها ما یقابل الفرض کی یوهمه قوله یطع الله فی فرائضه جمع فریضة و فی بعض النسخ سننه (بنو نین) جمع سنة و یحتمل ان تفسر السنة و السنن بمعنی ما یقابل الفرض لان من اتبع الرسول فیما سنه من غیر ایجاب علیه کان متبعاله فی الفرائض بالطریق الاولی و المراد ان طاعة الله وما جاء به عین طاعة رسوله ﷺ لا ینفصل احدهما عن الآخر.

(نسیم الریاض ۳۲، ص ۳۱۳)

''جس نے اطاعت کی رسول اللہ ﷺ کی آپ کی سنت میں یعنی آپ کی طریقت و شریعت، امرونھی اور سنت وفرض میں۔

یہاں فرض سے مراد وہ فرض نہیں جو سنت کے مقابلہ میں ہے جیسا کہ عام لوگوں کا وہم ہے۔

اور یہ قول کہ فرائض میں اللہ کی اطاعت کرے۔ یہاں فرائض فریضة کی جمع ہے جو بمعنی فرض ہے اور بعض نسخوں میں سنن (دونوں کے ساتھ) ہے جو سنت کی جمع ہے سنت اور سنن کی تفسیر میں یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے۔ کہ سنت کا معنی وہ ہو جو فرض کے مقابل ہے اس لئے کہ جو نبی اکرم ﷺ کی سنت چیز آپ کی اپنی ذات پر واجب نہیں ان سنتوں کی اتباع کرنے والا گویا بطریق اولی اللہ عزوجل کے فرائض کی اتباع کرنے والا ہے۔''

اس تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے حکم کی اطاعت دراصل اطاعت رسول اکرم ﷺ ہے ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

اس اعتبار سے سنت کے لغوی معنی مراد ہیں یعنی جس پر سرکار دو عالم ﷺ نے عمل کیا ان پر عمل کیا جائے گا اور جس پر عمل نہیں کیا انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

امام فخر الدین رازی کی تصریح

کان العبد یقول سمعت رسولک یقول : الجماعة رحمة و الفرقة عذاب. فلما اردت تحمیدک ذکرت حمد الجمیع فقلت الحمدلله ولما ذکرت العبادة ذکرت عبادة الجمیع فقلت ایاک نعبد ولما ذکرت الاستعانة ذکرت استعانة الجمیع فقلت اهدنا الصراط المستقیم و لما طلبت الاقتداء بالصالحین طلبت الاقتداء بالجمیع فقلت صراط الذین انعمت علیهم ولما طلبت الفرار من المردودین فررت من الکل فقلت غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فلما لم افارق الانبیاء و الصالحین فی الدنیا فارجو ان لا افارقهم

فی القیامۃ قال اللہ عزوجل

فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین الی آخرھا.

(تفسیر کبیر، جز اول، ص ۲۵۷)

''گویا بندہ کہتا ہے کہ اے میرے اللہ میں نے تیرے رسول (ﷺ) سے سنا ہے کہ جماعت رحمت ہے اور فرقہ عذاب۔ پس میں نے جب تری حمد کا ارادہ کیا تو تیری ساری حمد کا ذکر کیا اور کہا (الحمد للہ) اور جب میں نے تیری عبادت کا ذکر کیا تو تیرے تمام بندوں کی عبادت کا بھی ذکر کیا اور کہا (ایاک نعبد) اور جب تجھ سے مدد طلب کی تو تمام لوگوں کی استعانت کا ذکر کیا اور کہا (وایاک نستعین) پس جب ہدایت طلب کی تو سب بندوں کے لئے بھی اور کہا (اھدنا الصراط المستقیم) اور جب صالحین کی اقتداء مانگی تو جملہ صالحین کی اقتداء طلب کی اور کہا (صراط الذین انعمت علیہم) اور اسی طرح مردود لوگوں سے فرار طلب کیا تو سب مردودین سے بچنے کی دعا کی اور عرض کیا (غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) پس جب میں نے دنیا میں انبیاء وصالحین کو نہیں چھوڑا تو پھر امید رکھتا ہوں قیامت کے دن بھی اس مقدس جماعت کو نہیں چھوڑوں گا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

یہ لوگ قیامت کے دن بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا اور وہ مقدس گروہ انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صلحاء کا ہے اور وہ لوگ ان کے بہترین ساتھی ہوں گے۔

ذرا غور فرمائیں!!

لزوم جماعت کا کتنا اہتمام ہے بندے نے وابستگی جماعت کو نماز میں بھی نہیں چھوڑا اس امید پر کہ قیامت میں بھی ان نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گا تو رب کائنات اس کے جواب میں

اعلان فرماتا ہے کہ اے بندے اگر تو نے میری اس مقدس جماعت کی وابستگی کو میری عبادت میں بھی ترک نہیں کیا تو قیامت کے دن بھی ان سے وابستہ رہے گا۔ سبحان اللہ لزوم جماعت کا کتنا عظیم الشان فائدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے۔

(آمین)

حدیث شریف: احمد فی مسندہ و الطبرانی فی الکبیر و ابن ابی خیثمہ فی تاریخہ عن ابی بصرۃ الغفاری مرفوعا فی حدیث.

سالت ربی ان لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیھا

(مسند احمد، ج ۵ ص ۱۴۵، طبرانی فی الکبیر، ج ۲ ص ۱۸۰)

امام احمد نے مسند میں طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں ابو بصرہ غفاری سے مرفوعا ایک حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

میں نے اپنے رب سے سوال کیا ''اے اللہ! میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو'' پس میں نے جو سوال کیا میرے رب نے مجھے عطا فرمادیا۔''

حدیث شریف: ابو نعیم فی الحلیۃ و الحاکم فی مستدرکہ و اعلہ والترمذی فی جامعہ عن ابن عمر رفعہ: ان اللہ لا یجمع ھذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا و ان یداللہ مع الجماعۃ فاتبعو السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار.

(حلیۃ، ج ۳ ص ۳۷، مستدرک، ج ۶ ص ۵۰۷، ترمذی ج ۳ ص ۲۰،)

ابونعیم نے حلیہ، امام حاکم نے مستدرک اور ترمذی نے اپنی جامع میں عبداللہ ابن عمر سے ایک مرفوع حدیث تخریج کی کہ بے شک اللہ عزوجل اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا اور بے شک اللہ عزوجل کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اس لئے سواد اعظم (جماعت) کی اتباع کرو جو اس جماعت (جماعت اہلسنت) سے جدا ہوا جہنم واصل ہوا۔

حدیث شریف: ابو مسعود عقبة بن عمر انصاری موقوفا ایک حدیث میں فرماتے ہیں "وعلیکم بالجماعة فان اللہ لا یجمع هذه الامة علی ضلالة"

"تم پر جماعت لازم ہے اس لئے کہ عزوجل اس امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا"

امام سخاوی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

وبالجملة هو حدیث مشهور المتن ذو اسانید کثیرة و شواهد متعددة فی المرفوع وغیره۔

بالجملہ یہ حدیث اسانید کی کثرت اور متعدد شواہد کے سبب جو مرفوع اور غیر مرفوع دونوں طرح کے ہیں، مشہور المتن ہے۔

(مقاصد حسنہ للسخاوی)

مقام غور

مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا اجماع و اجتماع خواہ عبادات ہوں یا معاملات، اعمال ہوں یا اعتقادات، سب شفیع معظم رحمت دو عالم ﷺ کی دعاؤں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یہی وہ مسلک حقہ ہے جس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے یہ مژدہ جان فزا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت اسی مسلک حقہ کے ساتھ ہے۔ جس نے اس مسلک اہل سنت و جماعت کو چھوڑ دیا جہنم اس کا مستقر ہے اس لئے اے مسلمانو! اس مقدس جماعت سواد اعظم سے وابستہ ہو جاؤ اور اس کی پیروی کرو یہی تمہارے لئے ذریعہ نجات ہے۔

حدیث شریف: عن نعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ ﷺ علی المنبر من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر و من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ و التحدث بنعمة اللہ شکر و ترکها کفر و الجماعة رحمة و الفرقة عذاب۔

قال فقال ابو امامة الباهلی علیکم بالسواد الاعظم قال فقال رجل ما السواد الاعظم فنادی ابو امامة هذه الآیة فی سورة النور

فان تولوا فانما علیه ما حمل و علیکم ما حملتم

(مسند احمد، ج ۴ ص ۳۹۴، مقاصد حسنہ)

"نعمان بن بشیر نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر خطبہ میں ارشاد فرمایا جو شخص قلیل پر شکر نہیں کرتا کثیر کا بھی شکر نہیں کرتا اور جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ عزوجل کی نعمتوں کا بیان کرنا ہی شکر ہے اور اس کا ترک کرنا ناشکری ہے جماعت رحمت ہے اور علیحدگی عذاب ہے۔"

نعمان بن بشیر کہتے ہیں حضرت ابو امامة باھلی نے فرمایا سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا سواد اعظم کیا ہے؟ تو حضرت ابو امامة باھلی نے آواز بلند سورہ نور کی یہ آیت پڑھی۔

(ترجمہ) "پس اگر تم نے اعراض کیا تو اس پر اس کے سوا نہیں جو اس نے اٹھایا اور تم پر ہے جو تم نے اٹھایا"

والتحدث بنعمة اللہ

کے متعلق صاحب نسیم الریاض آیہ کریمہ

"فاما بنعمة ربک فحدث"

کے ماتحت یوں تحریر فرماتے ہیں

وشکر ماشرفه به بنشره و اشادة ذکره یقوله تعالیٰ (واما بنعمة ربک فحدث) و نشره اذاعته و اظهاره للناس و الاشادة هو رفع الصوت فان من

شکر النعمه تحدث بها اتی بمن التبعیضیةاشارة الی ان للشکر طرقاً آخری هذا کاظهار الملابس والمطاعم والمرکب"

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض، ج۱، ص۲۱۳)

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا (یعنی نبوت) اس کا پھیلانا اور بآواز بلند اس کا چرچا کرنا شکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واما بنعمة ربک فحدث.

نمبر اور نشر سے مراد اس کا پھیلانا اور لوگوں کے سامنے اظہار کرنا ہے اور (اشادة) سے مراد آواز بلند کرنا۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اس کا چرچا کرے اس لئے کہ شکر نعمت میں اس نعمت کا چرچا کرنا شامل ہے۔

اس عبارت میں مصنف (قاضی عیاض) من تبعیضیہ لائے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے علاوہ بھی شکر کے طریقے ہیں مثلاً نیا لباس پہن کر کھانے پکا کر اور سواری پر سوار ہو کر۔ وغیرھا

شکر نعمت اور میلاد النبی ﷺ

اور صاحب نسیم الریاض کی یہ عبارت شاہد عادل ہے اس بات پر جو ہم اہل سنت و جماعت محسن انسانیت نبی مکرم ﷺ کا میلاد مناتے ہیں اور آپ کے یوم ولادت پر غریبوں میں کھانا تقسیم کرتے ہیں نئے لباس زیب تن کرتے ہیں اور گاڑیوں پر سوار جلوس کی صورت میں خدا کی اس نعمت کا بآواز بلند چرچا کرتے ہیں اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی مناتے ہیں مستحسن اور جائز ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

ان تعدوا نعمة الله لا تحصو ها

میں نعمت سے مراد سید الابرار علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں شکر ہے کہ ہم اس جماعت سے وابستہ ہیں جس کے ساتھ وابستگی کا حکم دیا گیا جس کے ساتھ نصرت وحمایت خداوندی کا مژدہ جانفزا سنایا گیا اللہ تعالیٰ بوسیلہ خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء الی یوم القیامۃ ہمیں اہل سنت وجماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حدیث شریف: عن جابر رضی الله عنه رفعه : من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر ومن لم یشکر الناس لم یشکر الله وما تکرهون فی الجماعة خیر مما تحبون فی الفرقة و فی الجماعة رحمته و فی الفرقةعذاب و سندهما ضعیف .

وفی روایة عن ثابت بن قطبة المری عن عبدالله انه قال یا ایها الناس علیکم بالطاعة و الجماعة فانهما حبل الله الذی امربه الی آخر الحدیث آخرجه الطبری فی تفسیره (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۵ ص۸۶ ہند الفردوس دیلمی ج۴ ص۲۸۱ تفسیر طبری جز۴ ص۲۲، مقاصد حسنہ ص۲۸۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جو شخص قلیل چیز کا شکر نہیں کرتا وہ کثیر کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو چیز تم جماعت میں ناپسندیدہ سمجھتے ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جسے تم تفرقے میں پسندیدہ سمجھتے ہو۔ اور ان دونوں احادیث کی سند ضعیف ہے (عن نعمان بن بشیرؓ اور عن جابرؓ) ابن جریر نے تفسیر طبری میں اس حدیث کو بطریق ثابت بن قطبۃ المری عن عبد اللہ روایت کیا ہے آپ نے فرمایا۔

''اے لوگو! اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو اس لئے کہ یہ دونوں اللہ کی رسی ہیں جس کو مضبوطی سے پکڑنے کا رب ذوالجلال نے حکم دیا۔

امام سخاوی کا قول (وسندهما ضعیف) لکن لها شواهد قال المحدث

الدهلوی فی مقدمة اشعة اللمعات فی شرح مشکوة "حدیث ضعیف بتعدد طریق بمرتبه حسن برسد آں میز محتج به است "۔

امام سخاوی کہتے ہیں کہ ان دونوں کی سند ضعیف ہونے کے باوجود اس کے شواہد ہیں علامہ عبدالحق محدث دھلوی مشکوۃ کی شرح اشعۃ اللمعات کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔ ''حدیث ضعیف جب بطریق متعددہ مروی ہوتو وہ حدیث مرتبہ حسن کو پہنچ جاتی ہے اور حدیث حسن قابل حجت ہے''۔

اب ان احادیث کے شواہد پیش خدمت ہیں۔

(۱) منها فی الترمذی عن ابن عباس رفعه یدالله علی الجماعة، اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار کما مر .

(۲) و منها فی الطبرانی عن اسامة من شریک رفعه یدالله علی الجماعة فاذا شذ الشاذ منهم احقطفته الشیاطین (طبرانی فی الکبیر ج ا ص ۱۸۶)

(۳) و منها ایضا فی الطبرانی عن عرفجة رفعه یدالله مع الجماعة و الشیطان مع من فارق الجماعة یرکض. (طبرانی فی الکبیر ج ۱۷ ص ۱۴۴)

(۴) و منها فی الدیلمی عن ابی هریرة مرفوعا الشیطان یهم بالواحد و الاثنین فاذا کانوا ثلاثة لم یهم لهم. (مسند الفردوس دیلمی، ج ۲ ص ۵۳۱)

ترجمہ:

(۱) ترمذی نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کی کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جس شخص نے اس کو چھوڑا واصل جہنم ہوا۔

(۲) طبرانی نے اسامہ بن زید سے مرفوعا روایت کیا کہ جماعت پر اللہ کی نصرت وحمایت ہے پس جب چھوڑنے والا اس کو چھوڑتا ہے تو اسے شیاطین اچک لیتے ہیں۔

(۳) طبرانی نے عرفجہ بن ضریح اشجعی سے مرفوعا روایت کی کہ جماعت کے ساتھ اللہ رب العزۃ کی نصرت ہے اور جس شخص نے جماعت کو چھوڑ دیا اس کے ساتھ شیطان ہے جو دوڑ کر اس کے پاس آتا ہے۔

(۴) دیلمی نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعا روایت کیا کہ شیطان اکیلے یا دو بندوں کو اپنے دام مکر وفریب میں پھنسانے کا خیال کرتا ہے اور جب تین ہوں تو ارادہ ترک کردیتا ہے۔

یہ احادیث جو بطور شواہد پیش کی گئیں ان سے پہلی احادیث کا ضعف جاتا رہا اور مرتبہ حسن کو پہنچ گئی اور حدیث حسن محدثین کرام کے نزدیک قابل حجت ہے۔

ثابت ہوا کہ!

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ وجود جماعت مجسمہ فیوض وبرکات ہے جو چیز جماعت سے وابستگی میں ناپسندیدہ تھی وہ فرقہ بندی میں پسندیدہ سے بہتر ہوگئی یہ کمال نفس چیز میں نہیں بلکہ جماعت میں ہے جو سراپا فیض وبرکت ہے اس وجہ سے جماعت اہل سنت بذات خود مجسمہ فیوض و برکات ہے اس سے وابستہ ہوجاؤ نجات پاؤ گے جماعت سے وابستگی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان کے پھیلائے ہوئے جال سے آزاد رہتا ہے شیطان تاک میں ہے کہ کون اس کے دام تزویر میں پھنستا ہے مگر جس کا تعلق جماعت سے ہے وہ شیطان کے حربوں سے بے خوف ہے اس لئے اگر ذلت ورسوائی سے بچنا ہے تو جماعت سے وابستہ ہوجاؤ خیر پاجاؤ گے۔

حدیث شریف: عن معاذ بن جبل عن رسول الله ﷺ قال الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یا خذ الشاة القاصیة و الناحیة فایاکم و الشعاب و علیکم بالجماعة و العامة.

(طبرانی فی الکبیر ج ۲۰ ص ۱۶۴، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۳، دیلمی، ج ۲ ص ۵۳۱)

''حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا''
شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے جو ریوڑ سے دور رہ جانے والی یا ریوڑ سے ایک طرف (الگ) ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے اسی طرح جو شخص جماعت سے الگ ہو جائے وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے۔ پس اپنے آپ کو دامن کوہ (تنہا رہنے سے) سے بچاؤ۔

یہ حدیث پاک لزوم جماعت کے لئے نہایت عمدہ اور ثقہ دلیل ہے یہ سمجھ لو کہ جو اہل سنت سے الگ ہوا وہ شیطان کا شکار بن گیا۔

لہذا اے برادران اسلام!

اہل سنت و جماعت کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ اگر شیطان کے حملوں سے بچنا چاہتے ہو آج کل کچھ لوگ نقلی اہل سنت ہیں جو اہل سنت کی شکل وصورت میں بھیڑیے ہیں اور مسلمانوں کے ایمان کے شکاری ہیں اور اصل اہل سنت کو نقصان عظیم پہنچانے کے درپے ہیں ان سے بچو۔ اصل اہل سنت وہ ہیں جن کو ابو الشکور سیالمیؒ نے ''التمہید'' فی علم الکلام والتوحید' میں بیان فرمایا جن کا ذکر پچھلے اوراق میں تفصیلاً گذر چکا ہے۔

حدیث شریف: عن عبداللہ بن زبیر ان عمر بن الخطاب قام بالجابیۃ خطیبا فقال ان رسول اللہ ﷺ قام فینا مقامی فیکم فقال اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی یحلف الانسان علی الیمین لا یسالھا و یشھد علی الشھادۃ لایسالھا فمن سرہ بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد
(وزاد البخاری فی الکبیر ان ید اللہ علی الجماعۃ) (مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۴۱ تاریخ الکبیر ج ۷ ص ۳۱۳)

''حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جابیہ کے مقام پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے فرمایا تم میں جس جگہ میں کھڑا ہوں اسی جگہ ہم میں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا'' میرے صحابہ (رضوان اللہ اجمعین) کی تکریم کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہتر ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین۔ اور پھر وہ لوگ جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین۔ پھر جھوٹ ظاہر ہو گا یہاں تک کہ ایک انسان جھوٹی قسم کھائے گا مگر اس سے پوچھا نہ جائے گا اور گواہی پر گواہی دے گا اور پوچھا نہ جائے گا۔ پس جس کو جنت کا عیش و عشرت پسند ہو۔ اس پر جماعت کی وابستگی لازم ہے اس لئے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے بہت دور۔

حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ (صحابہ + تابعین + تبع تابعین) کے دور کے بعد جھوٹی قسمیں کھانے والے اور جھوٹی گواہیاں دینے والوں کا زمانہ آئے گا اس دور میں جو جماعت کے ساتھ ہو گا وہ جنت کی عیش و عشرت والی زندگی سے متمتع ہو گا قرآن و آثار سے وہ زمانہ تقریباً ظاہر ہو چکا ہے لہذا اگر جنت کے طلبگار ہو تو اہل سنت و جماعت میں شامل ہو جاؤ عیش دوام پا جاؤ گے کیونکہ یہی جماعت جنت کی بشارت سے مشرف ہے۔

حدیث شریف: عن الحارث الاشعری قال قال رسول اللہ ﷺ وانا آمرکم بخمس امرنی اللہ تعالیٰ بھن الجماعۃ واسمع و الطاعۃ و الھجرۃ والجھاد فی سبیل اللہ فمن فارق الجماعۃ قید شبر خلع ربقۃ الاسلام او الایمان من عتقہ اوالایمان من راسہ الا آن یراجع و قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن صحیح غریب .
(ترمذی حدیث نمبر ۲۸۶۳، مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۴، شعب الایمان ج ۶ ص ۵۹، مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۴۰)

''حارث الاشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دینے والا ہوں جن کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔(۱) جماعت، اس کو لازم پکڑو۔(۲) میرے حکم کو سن کر اس کی پیروی کرو (۳) اللہ کی راہ میں ہجرت کرو۔(۴) اللہ کی راہ میں جہاد کرو (نمبر ۲ میں سمع اور اطاعت کا ذکر ہے اس لئے کل پانچ چیزیں ہوئیں)

جس شخص نے ایک بالشت کی مقدار بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس نے اسلام یا ایمان کی رسی کا پھندا گلے سے اتار دیا (یا ایمان کو اپنے سر سے اتار دیا) مگر یہ کہ دوبارہ لوٹے (یعنی اگر دوبارہ جماعت سے مل جائے تو با ایمان ہے)

لزوم جماعت کے متعلق کس قدر سختی سے بیان کیا گیا کہ ایک بالشت کی مقدار یعنی معمولی سا ترک کرنے پر بھی اس طرح کی وعید سنائی گئی گویا کہ جس نے جماعت چھوڑی اسے ایمان نے چھوڑ دیا اور اس شخص نے ایمان اور اسلام کا طوق گلے سے اتار دیا یا پھر شرف ایمان کا سائبان سر سے اتار دیا یہاں تک وہ جماعت سے وابستہ ہوجائے۔''

اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور سواد اعظم کی تفصیل جاننے کے بعد جب اس حدیث شریف کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام اور ایمان کی وابستگی جماعت کے ساتھ ہے جس نے اس مقدس جماعت (اہل سنت و جماعت) سے ناطہ رکھا اس نے ایمان کو سلامت رکھا اور اسلام کی لذت سے بہرہ مند رہا۔

حدیث شریف: عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ و من خرج من الجماعة قيد شبر متعمدافقد خلع ربقة الاسلام من عنقه و من مات ليس لامام جماعة عليه طاعة مات ميتة جاهلية.

(طبرانی فی الکبیر، ج ۲۰، ص ۱۹۶)

''حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جماعت

سے ایک بالشت کی مقدار بھی جان بوجھ کر نکلا تحقیق اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا اور جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس امام کی پیروی جو جماعت سے وابستہ ہے ضروری نہیں سمجھتا تو وہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔ اس حدیث میں ماقبل حدیث کی وضاحت ہے یعنی جس شخص نے عملاً جماعت کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑا اس نے ایمان و اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتاردی اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت جو جان بوجھ کر چھوڑے تو یہ حکم ہے ورنہ کسی مصلحت کی بنا پر یا خطا سرزد ہوجائے تو یہ حکم نہیں لگایا جائے گا۔

حدیث شریف: اخرجه البيهقى فى شعب الايمان عن ابى هريرة مرفوعاو اخرجه عبدالرزاق فى مصنفه عن ابن عباس موقوفا ان رسول الله ﷺ قال من خرج من الطاعة وزادالبيهقى وفارق الجماعة مات فميتتة الجاهلية.

(شعب الایمان ج ۶ ص ۶۰، مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۳۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۱۲۶، تاریخ کبیر ج اول ص ۳۲۵)

''اس حدیث شریف کو بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص امام کی اطاعت سے نکل گیا (اور بیہقی نے یہ الفاظ زیادہ کہے) اور جماعت کو چھوڑ دیا اس کا مرنا جاہلیت کی موت ہے۔

اس حدیث پاک میں بھی لزوم جماعت کی تاکید حسب سابق سختی سے کی گئی ہے۔

حدیث شریف: عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ قال ثلاث لا يغل عليهن قلب مومن، اخلاص العمل و مناصحة اولى الا مرولزوم الجماعة فان دعوتهم تحيط من ورائهم (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۵۶، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۵، شعب الایمان ص ۶۶ ج ۶)

"انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کا دل ان چیزوں میں خیانت نہیں کرے گا۔(وہ یہ ہیں) اللہ کے لئے خالص عمل کرنا، اولی الامر کی نصیحت پر عمل کرنا اورلزوم جماعت، بے شک ان کی دعا مومن کو پیچھے سے گھیرتی ہے۔

حدیث شریف: عن بشیر بن عمرو قال خرجنا مع ابن مسعود قلنا ء اوصنا قال علیکم بالجماعة فان الله لن یجمع امة محمد ﷺ علی ضلالة حتی یستریح و یستراح عن فاجر.

(شعب الایمان، ج۶، ص ۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۳۵)

"بشیر بن عمرو کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن عباس کے ہمراہ نکلے تو ہم نے عرض کیا ہمیں کچھ وصیت فرمائیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جماعت کو لازم پکڑو۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی امت کو ہرگز گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا تاکہ نیکوکار آرام پائیں اور فاجر سے آرام پایا جائے۔

حدیث کا مدعا یہ ہے کہ لزوم جماعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی نیکوکاروں کے لئے باعث راحت وآرام ہے اور فاسق وفاجر سے آرام پانے کا ذریعہ اور سبب ہے لہذا جماعت سے تعلق پختہ رکھو تاکہ راحت وآرام نصیب ہو۔

حدیث شریف: عن انس مرفوعا ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رائیتم الاختلاف فعلیکم بالسواد الاعظم.

(ابن ماجہ ج ۲ حدیث نمبر ۱۳۰۲، مقاصد حسنہ ص ۸۱۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت گمراہی پر متفق ومجتمع نہ ہوگی جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔

یعنی اختلاف کی صورت میں جماعت اہل سنت کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ آج کل

عموما فروعات بالخصوص اعتقادات میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک عالم دین یوں بیان کرتا ہے تو دوسرا عالم دین اس کے الٹ، ہم کس کی بات تسلیم کریں۔ برادران اسلام! اللہ کے نبی ﷺ نے جو فیصلہ فرمادیا وہ باصواب اور حق ہے اس سے انحراف ممکن نہیں۔ وہ ایمان افروز فیصلہ یہ ہے کہ سواد اعظم سے وابستہ ہو جاؤ کیونکہ اعتقادات وہی حق ہیں جس پر اہل سنت و جماعت ہیں یہ حقانیت اہل سنت پر روشن دلیل ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کا حکم اور فیصلہ ماننا ایمان کی علامت ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاما قضیت و یسلمو تسلیما.

امام بیہقی نے حلیمی رحمتہ اللہ علیہ کا مفارقت جماعت کے متعلق ایک نفیس کلام رقم کیا ہے فرماتے ہیں۔

"و معنی مفارقة الجماعة ان الجمھور اذا کانوا یرون ان فسقه لا ینـاقض امامته و کان نفریسیر یرون انه یناقضھا فھولاء النفر الیسیرلیس لھم ان یبوحوا بما فی نفوسھم لان الجمھور یخالفونھم یردونھم عن رایھم و قال فی آخر الکلام فسبیلھم ان یسکتوا آء و یلزمو (ا) الجماعة.

(شعب الایمان ج۶ صفحہ ۶۳)

مفارقت جماعت کا معنی یہ ہے کہ جمہور کی نظروں میں کسی شخص کا فاسق ہونا اس شخص کی امامت کے خلاف نہیں اور ایک قلیل جماعت اس کے مخالف ہو تو اس قلیل جماعت کو اس مخالفت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جمہور ان کے مخالف ہیں اور ان کی (قلیل جماعت کی) رائے کو مردود سمجھتے ہیں اور ان کی باہم مخالفت کی وجہ سے ضرور فتنہ سر اٹھائے گا تو اس فتنے کے قلع قمع کے لئے قلیل جماعت کے لئے دو ہی راستے ہیں یا خاموش ہو جائیں یا جماعت سے وابستہ ہو جائیں

(حلیمی کا کلام ختم ہوا)

اس طرح جب ایک مسئلہ میں دو جماعتوں کا اختلاف ہوجائے تو قلیل جماعت کو اس پر خاموش رہنا چاہیے یا پھر جماعت کے ساتھ اتفاق کر لینا چاہیے تا کہ فتنہ دب جائے اور نقصان نہ پہنچے۔ حلیمی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ نفیس تصریح روایت ابن ماجہ کی مئوید ہے کہ اختلاف کی صورت میں سواداعظم سے وابستہ ہوجاؤ اور سواداعظم اہل سنت و جماعت ہی ہیں اس سے زیادہ جماعت اہل سنت کے مبنی برحق ہونے پر اور کون سی دلیل ہوسکتی ہے فتدبروا وتفکروا۔

حدیث شریف: عن ابی ذر رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قال اثنان خیر من واحد و ثلاثة خیر من اثنین و اربعة خیر من ثلاثة فعلیکم بالجماعة فان الله تعالیٰ لن یجمع امتی الا علی هدی (الدرر السنیه ص ۳۰ مسند احمد جلد ۵ ص ۵۰)

قال السید احمد بن زین دحلان الشافعی المفتی بمکة المکرمة المشرفة منهولاء المنکرون للتوسل والزیارة فارقوا الجماعة والسوادالاعظم(درر السنیه ص ۳۰)

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو ایک سے بہتر ہیں اور تین دو سے بہتر ہیں اور چار تین سے بہتر ہیں پس تم پر جماعت لازم ہے اللہ رب العزت ہرگز میری امت کو جمع نہیں کرے گا مگر ہدایت پر۔

سید احمد زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں یہ لوگ جو توسل اور زیارت کے منکر ہیں انہوں نے جماعت اور سواداعظم کو چھوڑ دیا۔

پس عقائد اہل سنت و جماعت سے انحراف کرنے والے اور ان عقائد حقہ کی مخالفت کرنے والے سواداعظم سے الگ ہیں اہل السنة کے وہ عقائد ہیں جن پر جمہور عمل کر رہا ہے اور یہ

بات بھی واضح ہوچکی ہے کہ سواداعظم کبھی گمراہی اور ضلالت پر جمع نہیں ہوگی۔ یہ حدیث شریف شاہد عادل ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ بلکہ ہمیشہ ہدایت پر متفق رہے گی ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اہل السنة والجماعة کا ان عقائد پر اتفاق جو سواداعظم کے ہیں اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اہل السنة والجماعة ہی ہدایت کا منبع و مرکز ہیں اور بمطابق فرمان رسول اکرم ﷺ۔

اتبعو السوادا لاعظم من شذ شذ فی النار

جن لوگوں نے اتباع اہل سنت چھوڑ دی واصل جہنم ہوں گے

قاضی ثناءاللہ عثمانی پانی پتی فرماتے ہیں۔

خذوا فی تفسیر کتاب الله و تاویله ما اجتمع علیه الامة ولا تذهبوا الی خبط آرائکم علی خلاف الاجماع عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان الله یرضی لکم ثلاثا و یسخط لکم ثلاثا یرضی لکم ان تعبدوه ولاتشرکوا به شیئا و ان تعتصموا بحبل الله جمیعا وان تنا صحوا من ولی الله امرکم ویسخط لکم قیلا و قالا واضاعة المال و کثرة السوال۔

(رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ ج ۲ ص ۷۵، تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۰۶)

''اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تفسیر اور اس کی تاویل وہ کرو جس پر امت کا اجماع ہے اور اپنی خبط آراء کی طرف نہ جاؤ (خبط کا مطلب ہے امور میں بغیر بصیرت کے تصرف کرنا) کہ اجماع کا خلاف ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں پسند فرماتا ہے (ان پر عمل کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے) اور تین چیزیں ناپسند فرماتا ہے (ان سے ناراض ہوتا ہے) جو چیزیں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں اللہ کی عبادت کرو اور اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ سب اللہ کی رسی کو

مضبوطی سے پکڑے رکھو اور اللہ عزوجل نے جن کو تم پر والی بنایا اس کی نصیحت پر خلوص نیت سے عمل کرو۔ وہ تین چیزیں جو باعث ناراضگی ہیں ان میں قیل وقال (اپنی رائے سے کتاب اللہ کی تاویل) مال ضائع کرنا اور کثرت سوال۔''

اب ذرا قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے قول اور اس پر بطور استشہاد پیش کی گئی حدیث شریف پر بنظر انصاف غور کریں کہ جو لوگ اللہ کے کلام کی تفسیر اور تاویل اپنی رائے سے کرتے ہیں وہ خلاف اجماع ہے اور مقام غور یہ ہے کہ مخالفین اپنے اعتقادات کی صحت ثابت کرنے کے لئے جو کلام اللہ کی تفسیر کرتے ہیں وہ خلاف اجماع ہے اس بات کی تائید مقصود ہو تو مخالفین کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ حقائق آپ کے سامنے آجائیں گے لہذا کلام اللہ کی تفسیر و تاویل اپنے رائے سے کرنا خلاف اجماع ہے اور خلاف اجماع خلاف سواد اعظم اور خلاف سواد اعظم خلاف اہل سنت و جماعت ہے کیونکہ اعتقادات میں ان کے استدلالات واستشہادات قیل وقال کے زمرہ سے ہیں اور فرمان خدا کے مطابق یہ ناراضگی کے مستحق ہیں اس لئے اہل سنت و جماعت کے عقائد ہی سواد اعظم کے مطابق ہیں۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

قیل تفرقوا بسبب استخراج التاویلات الفاسدة من تلک النصوص ثم اختلفوا بان حاول کل واحد منهم نصرة قوله و مذهبه و قال فی آخره و اقول انک اذا انصفت علمت ان اکثر علماء هذا الزمان صاروا موصوفین بهذه الصفة فنسال الله ال عفو والرحمته ۔

تفسیر کبیر جز ۸ ص ۱۶۹

''امام المتکلمین فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وتفرقوا واختلفوا) کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں ''بعض لوگوں کا قول ہے انہی نصوص سے تاویلات فاسدہ کے استخراج

کی وجہ سے تفرقہ بندی ہوئی پھر ہر ایک نے اپنے قول و مذہب کی تائید میں ان فاسد تاویلات کا سہارا لے کر مختلف حیلے کئے اور اختلاف کو رواج دیا۔ اور میں کہتا ہوں (یعنی امام فخر الدین) جب تو انصاف کرے گا تو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کے اکثر علماء اس صفت سے متصف ہیں۔''

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ لوگوں نے باطل اور فاسد تاویلات کے ذریعے اپنے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کی کوشش میں گمراہی کا ارتکاب کیا اگر نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کی مدنظر رکھ کر تدبیر کریں تو معلوم ہوگا کہ اہل سنت و جماعت کا استخراج حق وصواب پر مبنی ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی صرف ایک جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے عرض کیا وہ جنتی اور ناجی فرقہ کون سا ہے فرمایا سواد اعظم۔

صاحب تفسیر قرطبی لکھتے ہیں

(یوم تبیض وجوه وتسود وجوه) واختلفوا فی التعین فقال ابن عباس تبیض وجوه اهل السنة و تسود وجوه اهل البدعة قلت و قول ابن عباس هذا رواه مالک بن سلیمان الهروی اخوغسان عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ فی قول الله تعالیٰ (یوم تبیض وجوه و تسود وجوه) قال یعنی تبیض وجوه اهل السنة و تسودوجوه اهل البدعة

(تفسیر قرطبی جز ۴ ص ۱۰۷، ۱۰۸)

''عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس آیہ کریمہ (یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ) کے ماتحت فرماتے ہیں اس کی تعین میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تبیض وجوہ سے اہل سنت مراد ہیں اور (تسود وجوہ) سے اہل بدعت مراد ہیں صاحب قرطبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کو مالک بن سلیمان ہروی غسان ہروی کے بھائی نے مالک بن انس سے اور انہوں نے نافع سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے

روایت کیا حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ۔

صاحب تفسیر قرطبی نے واضح کر دیا کہ قیامت کے دن جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اہل سنت ہیں اور جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ اہل بدعت ہیں اور اہل بدعت وہ فرقے ہیں جنہوں نے اللہ کے کلام کی غلط تفسیر وتاویل کی۔ مزید تحریر فرماتے ہیں۔

هولاء اهل طاعة الله والوفاء بعهده

''اہل سنت وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اس کے عہد سے وفا برتی''، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) اطاعت رسول ہی اطاعت خدا ہے اور اطاعت رسول کرنے والے ہی اہل سنت و جماعت ہیں جیسا کہ حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے آپ کا قول گذر چکا۔

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں

قيل وجوه اهل السنة ووجوه اهل البدعة و اهل البدعة فى قول قتادة هم اصحاب البدع من هذه الامة زادالزمحشرى و هم المشبهة و المجبرة و الحشوية و اشباههم و قال ابوامامة هم الحروريه قال بعض معاصر ينا فى قول قتاده وابى امامة نظر فان مبتدعة هذا الامة والحرورية لم يكونوا لا بعد موت النبى ﷺ بزمان و كيف نهى الله المومنين ان يكونوا كمثل قوم فاظهر تفرقهم ولا بدعهم الا بعد انقطاع الوحى و موت النبى ﷺ الا ان يكون تفرقو واختلفو ا من الماضى الذى اريد به المستقبل فيكون المعنى ولا تكونو ا كالذين يتفرقون و يختلفون فيكون ذالک اعجاز القران و اخباره بما لهم يقع ثم وقع.

(تفسیر البحر المحیط ج ۳ ص ۲۱)

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ سفید چہروں سے مراد اہل سنت کے چہرے اور سیاہ چہروں سے مراد اہل بدعت کے چہرے ہیں قتادہ کے قول کے مطابق سیاہ چہروں سے مراد نبی اکرم ﷺ کے امت کے بدعتی لوگ ہیں زمخشری نے اس بات میں زیادتی کی اور کہا کہ وہ مشبہ اور جبریہ اور حشویہ وغیرہ ہیں ابوامامہ کا قول ہے کہ حروریہ ہیں علامہ ابن حیان فرماتے ہیں ہمارے بعض معاصرین کا قول قتادہ اور ابوامامہ پر اعتراض ہے کہ اس امت کے بدعتی لوگ اور حروریہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہوئے تو جن لوگوں کی تفرقہ بندی اور بدعت ابھی ظاہر نہ ہوئی تھی بلکہ وفات نبی اکرم ﷺ اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد ان کا عمل ظاہر ہوا ان کے طرز عمل سے مومنوں کو کیونکر منع فرمایا گیا؟

جواب اس اعتراض کا یوں ارشاد فرمایا

تفرقوا اور اختلفوا دونوں ماضی کے صیغے ہیں مگر ان سے مراد مستقبل لی گئی ہے پس معنی یوں ہوگا کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو مستقبل میں فرقہ بندی اور اختلاف کا شکار ہو جائیں گے اور یہ معنی اعجاز قرآن کی دلیل ہے کہ جو ابھی تک کام واقع نہیں ہوا اس کے وقوع کی خبر دے دی۔

ابن حیان نے اہل سنت کی حقانیت کو ثابت کر دیا اور اہل بدعت کی تعریف کر کے ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ رسید کیا ہے جو اہل سنت و جماعت کو بدعتی کہتے ہیں۔ درحقیقت وہ خود بدعتی ہیں اہل سنت کے چہرے قیامت کو سفید و چمک دار ہوں گے اور اہل بدعت کے دنیا و آخرت میں چہرے سیاہ اور تاریک رہیں گے (انشاء اللہ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں اور علاء الدین علی المعروف بالخازن تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنهما انه قراء هذا لآية قال

تبیض وجوه اهل السنة وتسود وجوه اهل البدعة اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند ضعیف عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال تبیض وجوه اهل السنة و تسودوجوه اهل البدعة.

(تفسیر مظہری ج ۲ص ۱۱۶،تفسیر خازن ج اص ۲۸۶ دیلمی ج ۵ص ۴۴۹)

''سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی اور فرمایا''تبیض وجوه اهل السنة و تسود وجوه اهل البدعة''

اور صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں تبیض وجوہ سے مراد اہل سنت ہیں اور تسود وجوہ سے مراد اہل بدعت ہیں فرماتے ہیں کہ چہرے کے سفید اور سیاہ ہونے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ سفیدی چہرہ فرح وسرور سے کنایہ ہے اور سیاہی حزن وملال سے۔اور یہ مجاز مستعمل ہے اس طرح معنی یہ ہوئے کہ چہروں کی چمک اور سفیدی بوجہ نیک عمل ہے اور اہل بدعت کے چہروں کا سیاہ ہونا ان کی بداعمالی اور بدعقیدگی کی نحوست ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ چہروں کا سفید سیاہ ہونا حقیقتاً ہوگا جیسا کہ چہرا سفید اور سیاہ ہوتا ہے باعتبار رنگت کے اہل سنت کے چہرے سفید بنائے جائیں گے اور ان کو نور پہنایا جائے گا اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ بنائے جائیں گے ان کو ظلمت پہنائی جائے گی۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اہل موقف جب سفید چہرے والوں کو دیکھیں گے تو پہچان جائیں گے کہ یہ اہل سعادت ہیں اور جب سیاہ چہرے والوں کو دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ یہ اہل شقاوت (بدعقیدہ) ہیں (ملخصا از خازن)

میں نے (قومیں) میں بدعقیدہ کا اضافہ کیا ہے کیونکہ مفسرین نے تبیض وجوہ وتسود وجوہ میں اہل سنت اور اہل بدعت کا تعین فرمایا اور اہل بدعت بدعقیدہ ہی ہوتے ہیں حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوات والسلام، آئمہ مجتہدین، اولیائے کاملین اور علمائے صالحین کی شان میں

گستاخیاں کرنے والوں کی یہی سزا ہے اور کچھ گستاخان رسول ﷺ ایسے بھی ہیں جن کا دنیا میں ہی چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے ہم نے دیکھا کہ کچھ علمائے سؤ کی موت آئی تو ان لوگوں کا چہرہ مخلوق خدا کو نہیں دکھلایا گیا کیونکہ یہ چہرے دیکھنے کے قابل نہیں رہے تھے۔اہل بدعت کے لئے اس میں عبرت کا مقام ہے۔(فاعتبروا یااولی الابصار)

اس طرح تفسیر کشاف میں ہے''قیل اهل البدع ولا هواء''

یعنی''تسودوجوہ'' سے مراد اہل بدعت وھواہیں۔

(تفسیر کشاف ج اص ۳۹۹)

فتح الباری میں ہے

و هو العدالة لما كانت تعم الجميع لظاهر الخطاب اشار الى انها من العام الذى اريد به الخاص أو العام المخصوص لان اهل الجهل ليسوا عدولا وكذالك اهل البدع فعرف ان المراد بالوصف المذكور اهل السنة و الجماعة وهم اهل العلم الشرعى وقال الكرمانى مقتضى الامر بلزوم الجماعة انه يلزم المكلف متابعة ما اجمع عليه المجتهدون و هم المراد بقوله وهم اهل العلم.

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۳ص ۳۱۶،عمدۃ القاری ج ۲۵ص ۶۵)

''حافظ ابن حجر عسقلانی قرآن پاک کی آیت (وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا) کے تحت باب''وما امر النبی ﷺ بلزوم الجماعۃ وھم اہل العلم'' کے پیرائے میں ''وسطا'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وسطا سے مراد عدالت ہے ظاہر خطاب کی وجہ سے جب یہ آیہ کریمہ امت کے لئے عام تھی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا اگرچہ یہ آیہ کریمہ''عدالت'' میں عام ہے لیکن

اس سے مراد خاص ہیں یا عام مخصوص مراد ہیں اس لئے کہ جاہل لوگ صاحب عدل نہیں ہو سکتے اور اسی طرح اہل بدعت بھی صاحب عدل وانصاف نہیں۔ وصف مذکور یعنی (امۃ وسطا) عدالت سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور کرمانی فرماتے ہیں لزوم جماعت کا امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جس پر آئمہ مجتہدین کا اجماع ہے مکلّف کو اس کی پیروی کرنا لازم ہے اور (وھم اھل العلم) سے یہی مراد ہے۔"

☆مرقاۃ میں ہے

ما انا علیه و اصحابی المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی فلا شک ولاريب انهم اهل السنة و الجماعة.

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص ۲۴۸)

"ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ "ما انا علیہ واصحابی" سے مراد وہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں جو میری (نبی کریم ﷺ) اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت پر سختی سے عمل پیرا ہوں گے (تمسک کا معنی ہے چمٹ جانا) بلاشک و ریب وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔"

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ جس نجات پانے والے گروہ کی نبی کریم ﷺ نے بشارت دی وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔

☆تفسیر البحر المحیط میں ہے

صراط الذين ای طريق السنة والجماعة قاله القشيری وفی الخازن صراط الذين ای السنة والجماعة.

صراط الذین میں صراط سے مراد سنت اور جماعت ہے یہ قول امام قشیری کا ہے اس طرح صاحب تفسیر خازن نے فرمایا صراط الذین سے مراد طریق اہل سنت و جماعت ہے اور سنت اور جماعت کی پیروی کرنے والے اہلسنت و جماعت ہیں لہذا صراط سے مراد طریق اہل سنت و

جماعت ہے لہذا اہل سنت والجماعت ان لوگوں کے راستے پر ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔

"اے ہمارے رب تو ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا" اور انعام یافتہ لوگوں کی وضاحت بھی خود رب ذوالجلال نے قرآن پاک میں یوں فرمائی۔ (من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین) وہ انبیاء ہیں صدیق ہیں شھداء ہیں اور نیک لوگ ہیں۔

لہذا ان تمام تصریحات اور تشریحات سے واضح ہوا کہ اہل سنت و جماعت اسی طریق پر ہیں جس پر انبیاء، صالحین، شہداء اور صالحین ہیں۔

حدیث شریف: عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان بنی اسرائيل تفرقت علی اثنين و سبعين فرقة و تفترق امتی علی ثلاث و سبعين ملة كلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی يا رسول الله قال مأنا عليه و اصحابی و فی رواية فی الجنة و هی الجماعة

(طبرانی فی الکبیر ج ۱۹ ص ۳۷۷، ج ۸ ص ۱۵۳ او بروایت معاویہ بن ابی سفیان ؓ فی مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۰)

ترجمہ: امت محمد یہ تہتر فرقوں میں بٹے گی صرف ایک ناجی ہوگا باقی تمام دوزخی اور ناجی فرقہ کی علامت یہ ہے کہ وہ بحیثیت اتفاق ایک جماعت ہے اور اعمال وافعال کی حیثیت سے متبع سنت ہے جس کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ فرقہ ناجی ہے کیونکہ آثار صحابہ اور اقوال و افعال نبویہ کو سنت کہتے ہیں اور بہمہ وجوہ یکسو ہو کر اصول اسلامیہ پر عمل کرنے سے مجموعی ہیئت و صورت حاصل ہوتی ہے جس کا نام جماعت ہے اور ایسی جماعت صرف اہل السنۃ ہے جملہ اہل ایمان کو جماعت علماء وصلحا کی اتباع لازم ہے کیونکہ یہی لوگ مطاع و مرشد و مقتدا بننے کا استحقاق رکھتے ہیں پس جب جماعت کی متابعت واجب ہوئی اور اتباع جماعت، اتباع سنت سے حاصل

ہوتی ہے تو متبع جماعت کا نام اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں

"قال بعض المفسرين فعليكم يا معشر المومنين اتباع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة و الجماعة فان نصرة الله تعالیٰ و توفيقه فی موافقتهم و خذلانه و سخطه فی مخالفتهم و هذه الطائفة الناجيه قد اجتمعت اليوم فی المذاهب الاربعه هم الحنفيون و المالكيون و الشافيون و الحنبليون و من كان خارجا من هذه المذاهب فی ذالك الزمان مخصوص اهل البدعة و النار .

"بعض مفسرین نے کہا ہے اے ایمان والو فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کی اتباع لازم پکڑ۔ وہ فرقہ مقلدین مذاہب اربعہ ہے بالتحقیق خدا کی نصرت اور توفیق ان کی موافقت میں ہے اور وبال ورسوائی اور خسران ان کے خلاف میں ہے اور جو ان کی تقلید وموافقت سے خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔"

اس حدیث مذکور سے چند امور مستفاد ہوئے ہیں۔

(۱) مذہب اہل السنۃ یقیناً حق وواجب الاعتقاد ہے۔

(۲) جو اس کے خلاف ہو قطعاً باطل اور موجبِ ضلال ونکال ہے۔

(۳) صرف یہی ایک مذہب ہے جو ناجی ہونے کا دعوی کر سکتا ہے۔

(۴) سوائے اس فرقے کے باقی تمام دوزخی ہیں۔

(۵) جو شخص اہل السنۃ کو جنتی اور دیگر تمام فرقوں کو جہنمی نہ سمجھے وہ حدیث کا مخالف ہے۔

(۶) اقوال وافعال واحوال نبویہ اور طریقہ صحابہ کو سنت کہتے ہیں اور کثرت اہل اسلام کا نام جماعت ہے اسی وجہ سے یہ جماعت اہل السنۃ والجماعت کے نام سے موسوم ہوئی۔

(۷) صرف امت محمدیہ میں شامل ہونے اور کلمہ گو ہونے سے نہیں بلکہ صحیح العقیدہ ہونا اور

صحابہ وعلماء کا تعامل ایمان کے لئے شرط اول ہے۔

(۸) علماء وصلحاء کے نزدیک فرقہ ناجیہ مقلدین ہیں کوئی اور نہیں۔

(۹) جو مخالف ہے یعنی رافضی، خارجی، نیچری، مرزائی، وہابی، غالیہ وغیرہ یہ تمام فرقے ناجیہ سے خارج ہیں۔

(۱۰) مقلدین کے مخالف قول وفعل وعقیدہ پر عمل درآمد اور اعتقاد رکھنا اور ان کو اپنا پیشوا و مقتدا جاننا کلھا فی النار (تمام جہنمی ہیں) میں داخل ہونا ہے۔

(۱۱) صرف سنت پر عمل کرنا اور صحابہ کرام کے طریقے کو ترک کرنا ناجیہ کی علامت نہیں۔

(۱۲) سنت نبوی وسنت صحابہ کے قائل و عامل و ناقل آئمہ مجتہدین ہیں اور ان کے اقوال و افعال کی اتباع کرنے والے مقلدین ہیں لہذا یہی فرقہ ناجیہ اور اہل سنت ہیں۔

(۱۳) ہر ایک مذہب میں سیر کرنا، جملہ احکام مذاہب اربعہ کا متبع ہونا اور اردو ترجمہ مشکوۃ پڑھ کر مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ محققہ پر حکم صواب وخطا لگا دینا اور اپنے آپ کو مجتہدوں سے بڑھ کر ماننا "کلھم فی النار" کا نشان عظیم ہے۔

(بحوالہ رسالہ صواعق الھیہ علی اعداء ابی حنیفہ لمولنا محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی امرتسری ص ۲۴)

حدیث شریف: عن عبدالله بن مالك بن ابراهيم بن الاشتر النخعی عن ابيه عن جده قال قام عمر رضی الله عنه عند باب الجابية و ذكر النبی ﷺ ثم قال ان يدالله علی الجماعة و الفذ مع الشيطان و الحق اصل فی الجنة و الباطل اصل فی النار .

(تاریخ کبیر ج ۷ ص ۳۱۳)

وفی رواية عن انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال

علیکم بالجماعة

(تاریخ کبیر ج۸ص۴۴۸)

ابراہیم بن اشتر نخعی نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام جابیہ میں دروازے کے نزدیک کھڑے تھے اور نبی اکرم ﷺ کا ذکر کر رہے تھے پھر فرمایا بے شک اللہ کی نصرت وحمایت جماعت پر ہے اور تنہا شیطان کے ساتھ۔ حق کی اصل جنت ہے اور باطل کی اصل جہنم ہے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ شفیع معظم ﷺ نے فرمایا تم پر جماعت لازم ہے''۔

ان احادیث سے معلوم ہوا اللہ کی نصرت وحمایت اہل سنت وجماعت پر ہے کیونکہ یہی مسلک حق ہے اور اسی کے جنتی ہونے کی نبی اکرم ﷺ نے بشارت سنائی۔

حدیث شریف: عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا یحل دم امراء مسلم یشهدان لا اله الا الله و انی رسول الله ﷺ الا باحدی ثلاث ،الثیب الزانی ،النفس بالنفس و التارک لدینه المفارق للجماعة

اس حدیث شریف کے ماتحت امام نووی لکھتے ہیں۔

قال العلماء یتنا ول ایضا کل خارج من الجماعة ببدعة أوبغيٍ اوغیرها و کذاالخوارج.

(مسند احمد ج اول ص ۳۸۱ ،اتحاف ج ۵ص ۵۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان مرد کا خون حلال نہیں جو توحید ورسالت کی گواہی دے مگر تین (یعنی ان کا خون کرنا جائز

ہے اوران کو قتل کرنا درست) اول: شادی شدہ زانی۔ دوم: جان کے بدلے جان (قصاص) سوم: دین کا تارک جو جماعت سے جدا ہو جائے۔

حدیث مقدس اس بات کی بین دلیل ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں اور مسلمان وہ ہے جو توحید ورسالت کا اقرار کرے فقط توحید یعنی لا الہ الا اللہ شعار مومن نہیں جیسا کہ خارجیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے مومن بن جاتا ہے خواہ اس کے دل میں کفر کا اعتقاد ہی کیوں نہ ہو۔ پھر مسلمانوں میں سے تین اشخاص ایسے ہیں جن کا خون مباح ہے (۱) شادی شدہ زانی کہ اسے رجم کیا جائے۔ (۲) قصاص کا خون (۳) اس شخص کا خون جو جماعت سے جدا ہو وہ تارک دین ہے لہذا اس کا خون بھی جائز ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث مقدسہ کو غور سے پڑھو کہ جماعت کو چھوڑنے والا تارک دین ہے اور یہ بات اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے عظیم خوشخبری ہے کیونکہ وہ اس حکم سے مبرا ہیں اور متبع سنت ہیں اور تابع جماعت وسواد اعظم ہیں اتباع جماعت اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے اور متبع جماعت کا نام ہی اہل السنۃ والجماعۃ ہے لہذا اس سے جدا ہونے والا ہی دین کا تارک ہے۔

حدیث شریف: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال النبی ﷺ الصلوة الی الصلوة التی قبلها کفارة والجمعة الی الجمعة التی قبلها کفارة والشهر الی الشهر الذی قبله کفارة الامن ثلاث قال عرفنا انه امر حدث الامن الشرک بالله ونکث الصفقة و ترک السنة قال قلنا یا رسول الله ﷺ هذا الشرک بالله قد عرفناه فما نکث الصفقة وترک السنة قال اما نکث الصفقة فان تعطی رجلا بیعتک ثم تقاتله بالسیف اما ترک السنة فلخروج من الجماعة

(مسند احمد دوم ص ۵۰۶ ،مجمع الزوائد ج ۵ص ۲۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک نماز اپنی ماقبل نماز تک اور جمعہ ماقبل جمعہ تک اور مہینہ ماہ قبل مہینہ تک (صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہے مگر تین امور ایسے ہیں (جن کے کرنے سے یہ نماز، جمعہ، اور مہینہ کفارہ نہیں بنتے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے پہچان لیا ضرور کوئی نیا حکم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والے، امام کی بیعت توڑنے والے، اور سنت ترک کرنے والے اس حکم میں شامل نہیں۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ عزوجل کے ساتھ شرک تو ہم نے پہچان لیا۔ مگر نکث الصفقۃ اور ترک السنۃ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو کسی آدمی کو اپنی بیعت دے دے پھر تو اس کے ساتھ تلوار سے جنگ کرے (یہ نکث الصفقۃ ہے) اور ''ترک السنۃ'' جماعت سے خارج ہونا ہے۔

معلوم ہوا جماعت سے خروج ترک سنت اور جماعت سے وابستگی سراپا سنت ہے اور جن لوگوں نے جماعت سے خروج کیا انہوں نے سنت کو ترک کر دیا گویا جماعت سے وابستگی سنت سے وابستگی ہے اور اس سے قطع تعلقی سنت سے اعراض برتنا ہے۔

لہذا!

جماعت سے وابستہ ہو کر اہل سنت بن جاؤ، اس جماعت سے وابستہ ہو جاؤ گے تو فلاح وفوز اور دائمی نجات تمہارا مقدر بنے گا اور اگر اس سے ہٹ گئے اور کٹ کر دوسروں سے جا ملے تو خسرانِ دارین سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔

حرف آخر

آئمہ مفسرین ومحدثین متاخرین ومتقدمین کی عبارتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہو چکی کہ اہلسنت والجماعت کا مسلک حق اور صحیح اور ان کے عقائد مبنی بر صواب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، نور مجسم، ہادی اعظم نبی مکرم حضور پر نور شافع یوم نشور علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہم سب کو مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

اور مجھ جیسے ناچیز وحقیر پر از صد ہا تقصیر راجئ عفو وکرم کی یہ سعی حقیر اپنی بارگاہ صمدیت میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔

والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ والتابعین .

''بروز ہفتہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۲۱ ہجری بمطابق ۱۷ نومبر ۲۰۰۰ء کو مکمل ہوا۔

محمد ابراہیم عفی عنہ

خادم

دار العلوم کنز الایمان (نصیرہ)

کھاریاں ضلع گجرات

ماخذ ومراجع

(۱) تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی ابو عبداللہ محمد بن عمر بن حسین قرشی طبرستانی ،متوفی ۶۰۶ ھ،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ طہران

(۲) تفسیر طبری: ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ھ، دارالمعرفہ بیروت لبنان

(۳) تفسیر قرطبی : ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی متوفی ۷۴۹ ھ، دارالکتب العلمیہ بیروت

(۴) تفسیر مظہری: القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی المظہر ی، متوفی ۱۲۲۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

(۵) تفسیر بحرمحیط : اثیر الدین ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اندلسی، متوفی ۷۵۴ ھ، دارالقرآن الکریم بیروت

(۶) تفسیر صادی: احمد بن محمد الصاوی لمالکی الخلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

(۷) تفسیر خازن: علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن، حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ

(۸) بخاری شریف: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ مطبوعہ بیروت

(۹) مسلم شریف: ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری متوفی ۲۶۱ ھ مطبوعہ ہند

(۱۰) فتح الباری شرح صحیح بخاری : علامہ احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ مطبوعہ بیروت لبنان

(۱۱) عمدۃ القاری شرح بخاری: علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن عینی متوفی ۸۵۵ مکتبہ رشیدہ سرکی روڈ کوئٹہ

(۱۲) نووی شرح مسلم : شیخ محی الدین ابو ذکریا یحیی بن شرف النووی متوفی ۶۷۶، اصح المطابع دھلی

(۱۳) سنن نسائی: حافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ مکتبہ سلفیہ لاہور

(۱۴) الشفانی تعریف حقوق المصطفی : الحافظ ابی الفضل عیاض بن موسی القاضی الیحضبی متوفی ۵۴۴ دارالکتب العلمیہ مصر

(۱۵) نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض: علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی تقریبا گیارھویں صدی دارالفکر بیروت

(۱۶) مسند امام احمد: ابوعبداللہ احمد بن محمد بن خلیل متوفی ۲۴۱ ھ ادارہ احیاء السنہ گوجرانوالہ

(۱۷) المعجم الکبیر : حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ ادارہ احیاء التراث العربی بیروت

(۱۸) مسند دیلمی: حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی متوفی ۵۰۹ ھ المکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

(۱۹) مصنف عبدالرزاق : الحافظ الکبیر ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی متوفی ۲۱۱ ھ منشورات العلمی سورت ہند

(۲۰) نیل الاطار: محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۰ ھ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۲۱) صحیح ابن خزیمہ: ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی النیسابوری متوفی ۳۱۱ المکتب الاسلامی بیروت

(۲۲) مصنف ابن شیبہ: ابو بکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ العبسی متوفی ۲۳۵ ھ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

(۲۳) مرقاۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح علامہ علی بن سلطان محمد القاری ۱۰۱۴ ھ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲۴) اشعۃ المعات: علامہ عبدالحق بن سیف الدین دھلوی متوفی ۱۰۵۰ ھ منشی نول کشور لکھنوء

(۲۵) جامع المسانید: ابی المموید محمد بن المحمود الخوارزمی متوفی ۶۶۵ ھ دارالکتب العلمیہ بیروت

(۲۶) المقاصد الحسنة للسخاوی: علامه شیخ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ دار الکتاب العربی بیروت

(۲۷) سیرت حلبیه: علی بن برهان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ ادار المعرفه بیروت

(۲۸) شعب الایمان: ابوبکر احمد بن الحسین البیهقی متوفی ۴۵۸ دار الکتب العلمیه بیروت

(۲۹) فتح القدیر شرح هدایه: شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن همام متوفی ۸۶۱ مکتبه رشیده

(۳۰) الکفایه شرح هدایه: مولانا جلال الدین الخوارزمی الکرمانی مکتبه رشیده

(۳۱) تاریخ الکبیر: ابوعبدالله محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ دار الکتب العلمیه بیروت

(۳۲) بحرالرائق شرح کنزالدقائق: علامه زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم الحنفی متوفی ۹۷۰ ایم ایچ سعید کمپنی کراچی

(۳۳) مجمع الانصرنی شرح ملتقی الابحر: عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو بشیخ زاده: ۱۰۷۸ھ دار الحباء التراث العربی بیروت

(۳۴) شرح العقایه: حافظ علی بن محمد سلطان انصاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ ایم۔ ایچ سعید کمپنی کراچی

(۳۵) صحیح ابن حبان: الحافظ محمد بن حبان بن احمد بن حبان متوفی ۳۵۴ھ دار الکتب العلمیه بیروت

(۳۶) تهذیب التهذیب: علامه شهاب الدین ابی الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ دائرة المعارف نظامیه حیدر آباد

(۳۷) نکیت الظراف علی تحفة الاشراف متوفی ۸۵۲ھ المکتب اسلامی بیروت

(۳۸) تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف: الامام جهال الدین ابی الحجاج یوسف بن المزی

عبدالرحمٰن بن یوسف المزی متوفی ۶۵۴ھ المکتب اسلامی بیروت

(۳۹) میزان الاعتدال: محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذهبی شمس الدین ابوعبدالله المعروف باامام ذهبی متوفی ۷۴۸ھ مکتبه اثریه سانگله ہل

(۴۰) الکاشف: دارالکتب العلمیه بیروت۔

(۴۱) اسعد الغابه: شیخ علامه عزالدین ابی الحسن الشیبانی المعروف بابن اثیر متوفی ۶۳۰ مکتبه اسلامیه ریاض الشیخ

(۴۲) الاصابه فی تمیز الصحابه: علامه حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ دارالحیاء التراث العربی بیروت

(۴۳) الستیعاب: ابی عمر یوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی المالکی متوفی ۴۶۳ھ داراحیاء التراث العربی بیروت

(۴۴) الصحاح لجوهری: شیخ ابو النصر اسماعیل بن حماد جوهری متوفی ۳۹۳ھ دار العلم للملایین بیروت

(۴۵) لسان العرب: الامام العلامة بن منظور متوفی ۷۱۱ھ داراحیاء التراث العربی بیروت

(۴۶) التمهید فی علم الکلام والتوحید: علامه عبدالشکور سیالمی متوفی مطبوعه هند

(۴۷) الفتاوی الرضویه: مجدد مائة حاضره مولانا شاه احمد رضا خاں بریلویؒ متوفی ۱۳۴۰ھ دارالعلوم امجدیه مکتبه رضویه کراچی

(۴۸) رساله تعلیم المتعلم: الامام الهمام ابوحنیفه نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ھ مخطوطه

(۴۹) فتاوی جواهر الامالی: مولانا محمود الطاهر الخطابی مخطوطه

(۵۰) رساله سنائی مولانا ضیاالدین نسائی متوفی ۵۲۵ مخطوطه

(۵۱) الدرالسنیه: علامه زینی احمد دحلان مفتی مکه المکرّمه مطبع میمنه مصر

(۵۲) الفجر الصادق: مولانا جمیل افندصوتی الزهادی مطبوعه مصر

(۵۳) صواعق العیه علی اعداء ابی حنیفه: علامه محبوب احمد المعروف خیر شاه حفی مطبوعه امرتسر